1571

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،5۔فروری 2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

قرارداد

A MINISTER to move that the requirement of sub-rule (2) of Rule 115 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be suspended under Rule 234 of the Rules *ibid*, for moving of the Resolution in respect of the *Chehlum* of Hazrat Imam Hussain (RA).

A MINISTER to move the following Resolution:-

قرارداد

صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسین کے چہلم کے موقع پر اسلام کے اس سب سے عظیم شہید کو بھرپور خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔یہ ایوان حضرت امام حسینؑ کی شہادت سے ملنے والے پیغام حق وصداقت کو عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے لئے مشعل راہ تصور کرتا ہے۔اس ایوان کی رائے ہے کہ سامراجی قوتوں کے سامنے ڈٹ جانا،اصولوں پر سمجھوتا نہ کرنا اور قربانی کی لازوال مثال قائم کرنا حسینیت کا وہ خوبصورت درس ہے جو تا قیامت تمام مسلمانوں کے لئے ایک قابل تقلید راہ عمل کا سبب بنتا رہے گا۔

1572

A MINISTER to move that the requirement of sub-rule (2) of Rule 115 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be suspended under Rule 234 of the Rules *ibid*, for moving of the Resolution in respect of Kashmir Day.

A MINISTER to move the following Resolution:-

قرارداد

صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان آج 5۔فروری کو یوم کشمیر کے حوالے سے مقبوضہ جموں وکشمیر میں جاری کشمیری بھائیوں کی جدوجہد آزادی کی بھرپور حمایت کا ایک بار پھر اعادہ کرتا ہے۔ یہ ایوان اقوام متحدہ کی 13۔اگست 1948 اور 5۔جنوری 1949 کی قراردادوں پر فی الفور عملدرآمد کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ ایوان یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ ان قراردادوں کی روشنی میں ریاست جموں وکشمیر میں فوری طور پر استصواب رائے کرایا جائے، پوری ریاست سے فوجوں کا انخلا کیا جائے اور کشمیری عوام پر جاری مظالم کو بند کیا جائے۔ یہ ایوان عالمی برادری سے اپیل کرتا ہے کہ کشمیریوں کی بھرپور سیاسی، اخلاقی اور سفارتی حمایت کرے۔ یہ ایوان اپنے کشمیری بھائیوں کو ایک بار پھر یقین دلاتا ہے کہ پوری پاکستانی قوم حق خودارادیت کے حصول تک ان کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔

1573

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولھواں اجلاس

جمعتہ المبارک،5۔فروری 2010

(یوم الجمع،20۔صفر المظفر 1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 27 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید عبد الماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِo

وَلَا تَقۡرَبُوۡا مَالَ
الۡيَتِيۡمِ اِلَّا بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ حَتّٰى يَبۡلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ
وَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ وَالۡمِيۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا ۚ
وَاِذَا قُلۡتُمۡ فَاعۡدِلُوۡا وَلَوۡ كَانَ ذَا قُرۡبٰى ۚ وَبِعَهۡدِ اللّٰهِ اَوۡفُوۡا ؕ
ذٰلِكُمۡ وَصّٰٮكُمۡ بِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۱۵۲﴾ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىۡ
مُسۡتَقِيۡمًا فَاتَّبِعُوۡهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمۡ
عَنۡ سَبِيۡلِهٖ ؕ ذٰلِكُمۡ وَصّٰٮكُمۡ بِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۵۳﴾

سُوْرَۃُ الْاَنْعَام آیات 152 تا 153

اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جانا مگر ایسے طریق سے کہ اسے بہت ہی پسندیدہ ہو یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے اور ناپ تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو ہم کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت کے مطابق اور جب (کسی کی

نسبت) کوئی بات کہو تو انصاف سے کہو گو وہ (تمہارا) رشتہ دار ہی ہو اور اللہ کے عہد کو پورا کرو (152) ان باتوں کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم نصیحت کرو اور یہ کہ میرا سیدھا رستہ یہی ہے تو تم اسی پر چلنا اور اور رستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) اللہ کے رستے سے الگ ہو جاؤ گے ان باتوں کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم پرہیز گار بنو (153)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا
تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلہ بیٹا تیرا

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جیسا کہ آپ کو کل میں نے یہاں بتایا تھا کہ آج وقفہ سوالات نہیں ہو گا تو اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں لیکن اس سے پہلے دو صاحبان نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر کا کہا ہے۔ جی، خواجہ عمران نذیر صاحب!

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! میں اس اسمبلی کی توجہ آپ کے توسط سے کل جو ایک واقعہ لاہور شہر میں ہوا اس کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ ایک معصوم بڑا چھوٹا سا اور پیارا سا بچہ ایک کھلے manhole میں گر کر اپنی زندگی سے چلا گیا اور اس کی ماں اسے لپٹ کر رو رہی تھی اور پکار رہی تھی۔ میری اس اسمبلی کے توسط سے آپ سے درخواست ہے کہ ایم ڈی اور ڈی ایم ڈی واسا کو یہاں طلب کیا جائے اور ان سے پوچھا جائے کہ چیف منسٹر صاحب کی واضح ہدایات موجود ہیں اور اس معاملے میں انہوں نے اتنی سختی کی ہے کہ پورے پنجاب اور خاص طور پر لاہور میں کوئی بھی ایسا گٹر نہیں ہونا چاہئے جس کا manhole نہ ہو تو جو انہوں نے مجرمانہ غفلت کی ہے اس کا ان سے حساب لیا جائے اور اس پر سخت سے سخت کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر: یہ صرف لاہور کے لئے کیوں، دوسرے شہروں کے لئے کیوں نہیں؟

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! تمام شہروں میں لیکن especially لاہور میں کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ چودھری عبدالوحید!

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب بنک کی انعامی سکیم میں کروڑوں روپے کی کرپشن پر انکوائری کروانے کا مطالبہ

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں نے کل بھی گزارش کی تھی اور آپ کی توجہ چاہوں گا کہ پرسوں کے اخبار میں ایک خبر چھپی ہے جس کو پڑھ کر کافی افسوس بھی ہوا کہ کروڑ پتی انعامی سکیم

کے نام پر9 کروڑ روپے کے اشتہارات کیdouble payment کی گئی ہے پنجاب بنک میں جو پچھلی گورنمنٹ نے شروع کی تھی،-/25روپے کے ریفل ٹکٹ کے نام پر اور کرپشن کی ساری داستان اس میں چھپی ہے۔اس میں غریبوں کو بڑی بے دردی اور بڑے سہانے خواب دکھا کر لوٹا گیا ہے۔میں آپ کی وساطت سے منسٹر فنانس سے گزارش کروں گا کہ اس میں بہت بڑی کرپشن کا انکشاف ہوا ہے۔یہ پرسوں کے اوصاف اخبار کےfront Page کی خبر ہے۔اس پر نوٹس لیا جائے اور اس کی تحقیقات کر کے ایوان میں پیش کی جائیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر فنانس!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! جیسا کہHon' able ممبر میرے notice میں لائے ہیں تو ہم پنجاب بنک سے اس کی تحقیقات کروائیں گے۔اس کی انکوائری پہلے بھی ہو چکی ہو گی لیکن جو انکوائری ہوئی ہے وہ انشاء اللہ سامنے لے کر آئیں گے اور جو اس کے ذمہ داران ہیں ان کو ہم سزا دلوائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ایک، دو، تین۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہمissue کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

MR SPEAKER: Minister for Industries!

سرگودھا میں کرشنگ پر پابندی سے پتھر کی انڈسٹری سے متعلقہ لاکھوں لوگوں کو پریشانی کا سامنا

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! یہ منسٹر مائینز اور لاء منسٹر صاحب سے متعلقہ ہے۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ سرگودھا میں پچھلے چار دِنوں سے پتھر کی پوری انڈسٹری بند ہو چکی ہے وہاں پر کرشنگ بالکل بند ہو گئی ہے۔ ٹرک جو وہاں سے material carriage کر کے پورے پنجاب میں سپلائی کرتے تھے وہ بھی بند ہو گئے ہیں۔ پہاڑیاں ساری بند ہو گئی ہیں۔ مزدور بے روزگار ہو گئے ہیں۔ لاکھوں لوگوں کا روزگار بند ہو گیا ہے کیونکہ وہاں پر blasting کو مکمل طور پر بند کر دیا گیا ہے جہاں سے گورنمنٹ آف دی پنجاب کو ایک ارب روپیہ سالانہ انکم ہو رہی تھی۔ اس کے علاوہ جو غریب لوگوں کے چولہے جل رہے تھے، علاقے کے لوگوں کو فائدہ ہو رہا تھا اور پورے پنجاب کا جو construction work ہے سڑکوں کا یا بلڈنگ کا وہ سارا سرگودھا کی کرشنگ انڈسٹری پر depend کرتا ہے۔ میری حکومت پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ اس پر فوری طور پر ایکشن لیں یا فوری طور پر پارلیمانی پارٹی کی کمیٹی بنا کر بھیجی جائے جو سارے مسائل کا جائزہ لے کر اس مسئلہ کو حل کرے یا افسروں کی ٹیم بنا کر بھیجی جائے یہ مسئلہ توجہ طلب ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں off hand تو میں کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ یہ محترم میرے ساتھ ابھی جب ہم یہاں سے فارغ ہوتے ہیں بیٹھ جائیں اور اس سے متعلقہ جو بھی صورتحال ہے اس سے آگاہی حاصل کر کے جو بھی مناسب اقدام اٹھانا ضروری ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ وہ کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے ایک سال پہلے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں Adjournment Motion دی تھی۔

جناب سپیکر: ابھی تو منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں۔

شیخ علاؤالدین: چلیں! کوئی بات نہیں۔ میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں اور اس معزز ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں اس پر یہاں بحث ہوئی، آپ نے مہربانی فرمائی تھی وہ کمیٹی کو چلی گئی۔ کمیٹی کا آج تک ایک اجلاس ہو سکا اور اس میں بھی وہ ریکارڈ لے کر نہیں آئے۔ آپ کو علم ہو گا کہ میں آپ کے پاس جولائی میں آیا تھا اور میں نے آپ سے یہ عرض کی تھی کہ آج بھی کروڑوں روپے کی شراب انہی ہوٹلوں میں، انہی کمروں میں رکھی گئی ہے کیونکہ 30 تاریخ کی رات کو 12 بجے wine shops بند ہو جاتی ہیں اور وہ بزنس دبا کر ہو رہا ہے اور میں نے آپ کو باقاعدہ detail and cuttings دی تھیں تو ان باتوں سے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کے جو ارباب اقتدار ہیں جہاں پر کروڑوں نہیں اربوں روپے کی کرپشن ہے ان کو بڑی تکلیف ہوئی۔ میں اس معزز ایوان کے سامنے ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ میری ایک پراپرٹی کے بارے میں انہوں نے کہا کہ میں نے default کیا ہے۔ میں on the floor of the House یہ کہتا ہوں اور ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ میرا اینجر اور اس محکمے کا ایک ای ٹی او باقاعدہ payment لے کر اس اکرم اکبر گوندل کے پاس گیا تھا کہ یہ پیسے لے لو اور اس اپیل کا فیصلہ کرو کیونکہ تم نے یہ پانچ سو گنا ٹیکس لگایا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میری ایک اور بلڈنگ بھی ہے اسی انار کلی میں اس کا ٹیکس ریگولر ہے اور میں ثابت کر سکتا ہوں کہ انہوں نے ابھی 14 کروڑ روپیہ Royal Park کے علاقہ میں remission دی ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ کمیٹی کو کہیں کہ ایک تو اس معاملے کی تحقیق کر کے آپ کے علم میں لائے اور جو میری Adjournment Motion کے اوپر مسئلہ نہیں چل رہا منسٹر صاحب نہیں آتے اس کے اندر قوم کا اربوں روپے کا مسئلہ ہے اصل معاملہ وہ ہے۔ میرے پاس نام تک موجود ہیں کہ کہاں، کتنی کون شراب بیچتا ہے، کس کے گھر میں کہاں شراب جاتی ہے، میرے پاس ہر چیز موجود ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میری، اس کی تمام کی تمام انکوائری کروائی جائے اور میری جتنی لاہور میں properties ہیں الحمدللہ! declared ہیں۔ کوئی بے نامی پراپرٹی نہیں ہے on the floor of the House کہتا ہوں۔ میں نے آج تک بے نامی ایک کتا بھی نہیں رکھا۔ میرے پاس ہر چیز declared ہے۔ یہ کام کر دیا جائے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔

جناب سپیکر: اس کتے کا نام کیا رکھا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ابھی نہیں رکھا، رکھوں گا۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، خانزادہ صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! یہ اخباری خبر تھی کہ پچھلے سال فیڈرل حکومت نے تقریباً 29ہزار prohibited bore کے license issue کئے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر prohibited bore ہے تو یہ پورے پاکستان کے عوام کے لئے ہے۔ کیا یہ جائز ہے کہ وہ license صرف privilege class کو ملیں؟ میری اس ہاؤس سے اپیل ہے کہ اس میں majority of weapons جو ہیں وہ 847 کلاشنکوف ہیں۔ کلاشنکوف killer weapon ہے اس نے اب تک تقریباً کوئی بیس لاکھ افراد کو قتل کیا ہے اور وہ ہمارے معاشرے میں ایک prestigious weapon بن گیا ہے اور فیڈرل گورنمنٹ اس کے لئے دھڑا دھڑ license issue کر رہی ہے۔ پہلی میری درخواست یہ ہے کہ اگر prohibited weapon ہے تو وہ سب کے لئے prohibited ہے، چاہے وہ privilege class ہے، چاہے وہ مڈل کلاس ہے، چاہے وہ lower class ہے۔ ہر ایک کے لئے وہ ban ہونا چاہئے کوئی اس قسم کا license نہیں ملنا چاہئے۔ عام غریب آدمی جو license بناتا ہے اس کا procedure اتنا لمبا ہے اور جب وہ ڈی سی او کے پاس جاتا ہے تو وہاں پر رُک جاتا ہے۔ کل پرسوں میری اپنے ڈی سی او اٹک سے بات ہوئی تھی۔ میں نے کچھ license recommend کئے ہیں جو کہ necessity لوگوں کے لئے ہیں۔ ہمارا بارڈر N.W.F.P کے ساتھ لگتا ہے ہمارے اٹک میں تقریباً ہر ایک گھر میں weapon ہے۔ ہر کوئی چاہتا ہے کہ میں اس کے لئے license بناؤں لیکن procedures اتنے لمبے ہیں اور جب وہ procedure complete ہو کر ڈی سی او کے پاس آتا ہے تو ڈی سی او اس پر لکھتا ہے کہ این ٹی این نمبر چاہئے۔ اب غریب آدمی کے پاس این ٹی این نمبر کہاں سے آئے گا؟ میری یہاں آپ سے لاء منسٹر سے درخواست ہے کہ ان procedures کو ذرا short cut کر دیں اور ڈی سی او کو empower کر دیں کہ اگر کوئی license recommend ہوتا ہے by the member of the parliament چاہے وہ ایم این اے ہے، ایم پی اے ہے، common man کے لئے، غریب آدمی کے لئے اس کو فوراً وہ license مل جانے چاہئیں۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ جو این ٹی این کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایک منٹ ذرا۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No point of order.! ایک منٹ پلیز۔ میاں محمد رفیق صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر مانگا تھا۔ جی، ٹی ٹی سنگھ۔

میاں محمد رفیق: بے حد شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھ پر بھی نظر کرم پھینکی ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: حضرت! ہم تو ہمیشہ ہی آپ کا خیال رکھتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھ سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر میرے معزز رکن اسمبلی نے گٹر کے بارے میں بات کی تھی اور ایک معصوم بچے کی ہلاکت کا ذکر کیا تھا جس سے مجھے بھی دلی دُکھ پہنچا ہے۔ میں اس میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جہاں تک معاملہ واساوالوں کی کوتاہی کا ہے وہاں پر آپ اس طرف بھی توجہ لے کر آئیں کہ یہ جو جہاز لوگ ہیں یہ ان جہازوں کی کارروائی ہے۔

MR SPEAKER: What do you mean by "Jahaz"?

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ڈرگ مافیا کے لوگ! ان کو جہاز بولتے ہیں۔ یہ گٹروں کے ڈھکن رہنے نہیں دیتے وہ بیچ کر اپنا نشہ پورا کرتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس ایوان کے اندر جو دولت کی تقسیم کے بارے میں بات کی تھی کہ یہ غیر مساوی ہے۔ اب سوال یہاں پر یہ ہوتا ہے کہ معاشرے میں چور اُچکے، ڈکیتیاں اس طرح کے چھوٹے چھوٹے جو معاملات ہیں ان میں دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کا بھی دخل ہے جو لوگ بے روزگار رہیں وہ یا تو نشہ کریں گے یا چوریاں ڈکیتیاں کریں گے اس لئے 95 فیصد آبادی کے پاس ملک کی دولت کا صرف 5 فیصد حصہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے تو لمبی تقریر شروع کر دی۔

میاں محمد رفیق: اور 5 فیصد لوگوں کے پاس ملک کا 95 فیصد حصہ ہے اس لئے میں آپ کے توسط یہ کہنا چاہوں گا کہ جب تک دولت کی مساوی، منصفانہ تقسیم نہیں ہوتی اس طرح کے معاملات کو قابو نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہم یہاں سے دو منصف بناتے ہیں۔ پہلے تو میری اور آپ کی تقسیم ہونی چاہئے کہ آپ کے پاس اس وقت کیا ہے اور میرے پاس کیا ہے، آپ کو یہ بات قبول ہے؟

میاں محمد رفیق: مجھے منظور ہے۔

جناب سپیکر: آئیں پھر ادھر۔ آج یہ بات بھی سب کے سامنے ہو جائے۔ کیا خیال ہے؟ چلیں پھر کر لیں گے۔ بسراء صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء ایڈووکیٹ): جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہ اپنی سیٹ سے بات کریں منسٹرز کی سیٹ سے بات نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: دیکھیں point out ہو گیا ہے آپ اپنی سیٹ پر جائیں اور پھر بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء ایڈووکیٹ): ٹھیک ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! پچھلے اجلاس میں یہ رولنگ آئی تھی کیونکہ ہمیشہ ہر ممبر کو اپنی سیٹ الاٹ ہوتی ہے اس ہاؤس کی پوزیشن کو دیکھتے ہوئے سپیکر صاحب نے یہ رولنگ دی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے یہ نہیں کہا آپ نے سنا نہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میں نے سمجھ لیا ہے اور میں اسی پر گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: کوئی سیٹ کسی کے لئے reserve نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ماسوائے منسٹرز کے۔ front seats ministers کے لئے reserved ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! منسٹرز کے لئے بھی definitely ہیں لیکن آپ کی رولنگ ہے کہ سیٹ نمبر الاٹ نہیں ہو سکتے، کوئی بھی ممبر کسی بھی سیٹ سے بول سکتا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے یہ کہا تھا کہ ماسوائے۔۔۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! یہ آپ کی رولنگ نہیں ہے پچھلے سپیکر کی ruling ہے۔ کیونکہ ہمارے یہ rules ہیں کہ ہر آدمی کو سیٹ نمبر الاٹ ہو گا جب بھی وہ ہاؤس میں بولے گا اپنی سیٹ سے بولے گا۔ اگر دوسری سیٹ سے بولے گا تو اس کی گفتگو ریکارڈ کا حصہ نہیں بنے گی۔ اسی بنیاد پر کہ ممبران کی تعداد زیادہ ہو گئی اور ہاؤس کی سیٹیں کم پڑ گئیں۔ پچھلے tenure میں سپیکر نے اس rule کو amend کرکے یہ direction دی کہ کوئی بھی معزز ممبر کسی بھی سیٹ سے بول سکتا ہے۔

جناب سپیکر: ایسی رولنگ نہیں دی۔ آپ میری بات سنیں۔ جتنے بھی وزراء صاحبان ہیں ان کی سیٹیں allotted ہوتی ہیں۔ میں آپ کو اس سلسلے میں correct کر دیتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! میں گزارش کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! آپ نے بجا فرمایا۔ نوانی صاحب جو ارشاد فرما رہے ہیں دو قسم کی سیٹیں ہیں ایک تو designated seats ہیں جو وزراء کی ہیں۔ وہاں پر بیٹھنے کو تو کوئی بھی بیٹھ سکتا ہے لیکن بات کرنے کے لئے وہ پچھلی سیٹوں پر چلا جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو پارٹیوں کو blocks allocate ہوئے ہیں اس پارٹی کے ٹکٹ پر elect ہونے والے جو لوگ ہیں وہ بھی بیٹھیں جہاں مرضی لیکن انہوں نے جب بات کرنی ہے تو اپنے allocated blocks کے اندر آ کر بات کریں گے۔ یہ بڑی simple اور سیدھی سی بات ہے۔ اسی طرح جو designated ministers کی سیٹیں ہیں ان کے پاس بیٹھیں اور ان سے sign کروائیں ان سے تبادلے کروائیں لیکن جب انہوں نے ارشاد فرمانا ہے تو وہ پھر پچھلی کسی بھی سیٹ پر چلے جائیں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! فرمائیں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آج اس ہاؤس کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: Floor تو میں نے ان کو دیا ہے۔ پہلے آپ ان کی بات سن لیں پھر اس کے بعد آپ بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسرا ایڈووکیٹ): جناب والا! وہ سینئر ہیں انہیں بات کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ کی مرضی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: سب سے پہلے تو میں اس ہاؤس کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے ججوں کی appointments کے بارے میں گزارش کی تھی کہ ہمارے علاقوں میں لوگوں کو بہت بڑی تکلیف ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے اور اس ہاؤس کے concern ہیں اور جو ہم نے feel کیا اس کو مدنظر رکھتے ہوئے میں ان افراد کا مشکور ہوں جنہوں نے ہماری request کو وزن دیا اور ججوں کی summary کو initiate کر دیا اور وہ move ہو گئی۔ میں تمام ان افراد کو جو اس میں شامل ہیں اور اس ہاؤس کو اس بات پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ کم از کم اس ہاؤس کے تقدس کا خیال رکھا اور ایوان کی sanctity کو مقدم رکھا۔ عام آدمی کی تکلیف کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے وہ summary move ہوئی اور مجھے یقین ہے کہ ججوں کی کمی کا جو problem ہے وہ آئندہ چند روز میں یا کچھ دنوں میں solve ہو جائے گا۔ عام آدمی کو جو تکلیف تھی ان کے جو cases pending اور left over ہوتے تھے ان کی اب سماعت ہو گی اور قانون کے مطابق فیصلے ہوں گے اور عوام کو اس سے سہولت ہو گی۔

جناب والا! میری اس میں ایک اور بھی گزارش ہے۔ میں حیران ہوا ہوں شیخ صاحب کی بات سن کر کہ سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ میں جو concern لوگ ہیں وہ آتے نہیں ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس سٹینڈنگ کمیٹی کو آپ direction دیں کہ آئندہ جو انہوں نے time extend کروایا ہے، آئندہ ان کی جو بھی judgement ہے، ان کی جو بھی انکوائری ہے وہ اس کو complete کر کے اس ہاؤس کے سامنے پیش کرے۔

تیسری میرے بھائی خانزادہ صاحب نے گزارش کی ہے اور یہاں پر اسلحہ لائسنس کے متعلق فرمایا ہے۔ یہ میرے تمام دوست public related لوگ ہیں، یہ تمام عوامی لوگ ہیں اور عوام سے ان کا واسطہ ہے۔ کبھی بھی لائسنس والے لوگ دہشت گردی کرتے ہیں، وہ دہشت گردی میں involve ہوتے ہیں اور نہ ہی کبھی لائسنس والا اسلحہ ناجائز طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اگر کوئی آج

کل prohibited bore کا لائسنس لیتا ہے یا اسلحہ کا لائسنس لیتا ہے جب اس پر attack ہوتا ہے تو کوئی چھوٹے اسلحے سے ہوتا ہے؟ میں نے جو سنا ہے اور جو مجھے بتایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ اس بات کی انکوائری کروا رہی ہے کہ کوئی ان کے کلرک تھے یا سیکشن آفیسر تھے انہوں نے اس کو misuse کیا ہے۔ وہ اس بات کی انکوائری کر رہے ہیں کہ انہوں نے اگر کوئی غلط لوگوں کو لائسنس دیئے ہیں تو ان کا پتا کریں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ لائسنس دینا اور لائسنس رکھنا ہر شہری کا حق ہے۔ کسی علاقے میں بھی اور کسی گھر میں بھی کسی بھی غلط آدمی کو پتا ہو کہ اس گھر میں اسلحہ ہے تو definitely وہ reluctant ہوتا ہے اور اس کو خوف ہوتا ہے کہ اس گھر میں اگر میں گیا تو مجھے بھی اسی طرح کا مقابلہ یا اسلحہ face کرنا پڑے گا۔ جس طرح خانزادہ صاحب نے پہلے criticize کیا پھر اس کو appreciate کیا کہ لائسنس دینے چاہیئں اور اس کا طریق کار سہل ہونا چاہئے۔ تحقیق ضروری ہے لیکن اسلحہ ملنا چاہئے۔ لائسنس ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کی نشاندہی کا شکریہ۔ ججز صاحبان کے بارے میں آپ نے summary کی جو بات کی ہے میرے خیال میں یہ آپ کی طرف سے اچھی پیشرفت ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں نے بھی اسی سلسلے میں گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: پیرومرشد میں نے floor بسراء صاحب کو دیا تھا اس کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ عافیہ صدیقی ہماری قوم کی بیٹی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس بارے میں Resolution آرہا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء ایڈووکیٹ): جناب والا! ایک منٹ میری گزارش سن لیں۔ اسی کے متعلق میں نے بات کرنی تھی کہ ہمیں متفقہ قرارداد پاس کرنی چاہئے۔ تمام دوستوں کی طرف سے یہ پیغام جائے کہ وہ ہماری قوم کی بیٹی ہیں۔ بہت مہربانی

جناب سپیکر: آپ کی بات valid ہے لیکن ہم اس کو لے آئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء ایڈووکیٹ): جناب والا! میں دوسری گزارش یہ کرنا چاہ رہا تھا کہ ابھی شیخ علاؤالدین صاحب نے بڑی جرأت کے ساتھ یہ مظاہرہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میرے پاس مکمل نام موجود ہیں اگر ان کے پاس موجود ہیں تو اگلی جرأت یہ بھی کریں کہ وہ لسٹ ایوان میں فراہم کریں تاکہ ہم لوگ اس پر مکمل طور پر ان لوگوں کا محاسبہ کر سکیں۔ یہ ایک ہمارے لئے بہت بڑی assistance ہوگی۔ میں اس کے ساتھ ہی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: انہوں نے وہ بات کر لی ہے اور میں نے وہ سن لی ہے۔ میرے خیال میں اب آپ اس کو چھوڑ دیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں ذرا دیر سے پہنچا ہوں۔ میں اسلحہ کے متعلق جناب سعید اکبر نوانی صاحب کی بات سن رہا تھا۔ میں پہلے بھی بارہا ہاؤس میں یہ point raise کر چکا ہوں کہ اسلحہ چاہے ممنوعہ بور کا ہے یا جو بھی، ہر مسلمان پر مذہبی پابندی ہے کہ وہ اپنے پاس اسلحہ رکھے، اس میں کسی فقہ کا جھگڑا نہیں۔ جیسے ہر مسلمان پر حج، روزہ اور زکوٰۃ فرض ہے اسی طریقے سے وہ شریعتاً پابند ہے کہ اسے وقت کے جدید ترین اسلحہ سے لیس ہونا چاہئے اور اس پر اسلحہ رکھنا فرض ہے۔ سنت کا کرنا ثواب ہے اور نہ کرنا گناہ نہیں ہے لیکن فرض کا نہ کرنا گناہ ہے۔ اصل میں جب 1857 میں مسلمانوں کو جن بھی حالات میں شکست ہوئی چونکہ اس وقت انگریزوں نے یہ ملک مسلمانوں سے لیا تھا اور جو مسلمان کی فلاسفی ہے وہ کسی اور قوم کی نہیں ہے۔ حالانکہ توریت میں یہی بات ہے، زبور میں بھی یہی ہے، انجیل میں بھی یہی ہے اور قرآن پاک میں بھی یہی ہے کہ tooth for tooth and eye for eye گھوڑے پر شرط لگانا جائز ہے، تیر اندازی پر بھی جائز ہے۔ فلاسفی یہ تھی کہ مسلمان کو حریت کا سبق دیا جاتا تھا اور ہر مسلمان اپنے وقت کے جدید ترین اسلحہ سے لیس ہوتا تھا اس وقت تلوار کا زمانہ تھا اور ہر مسلمان تلوار سے لیس ہوتا تھا۔ انگریزوں نے کہا کہ مسلمانوں کو اس وقت تک کنٹرول نہیں کیا جا سکتا جب تک ان کو نہتا نہ کیا جائے لہٰذا ان سے اسلحہ لیا جائے۔ 1877 میں لارڈ کک نے یہ تجویز پیش کی کہ مسلمانوں کو نہتا کرنے کے لئے اس طریقے سے قانون بنائیں کہ کوئی آدمی حکومت کی اجازت کے بغیر اسلحہ نہیں رکھ سکتا اور وہاں سے لائسنس کی پالیسی کی ابتدا ہوئی۔ میں سعید اکبر نوانی صاحب کی بات سے سو فیصد اتفاق کرتا ہوں۔ آپ قبائلی علاقوں میں دیکھیں وہاں چوری چکاری اور جرائم نہیں ہوتے

وہ کیوں نہیں ہوتے اس لئے کہ وہاں اسلحہ ہے۔ آپ اپنی فورس کو بھی مسلح کرتے ہیں۔ چور اور ڈاکوؤں کو کون پکڑتے ہیں؟ اسلحہ والے پکڑتے ہیں۔ ان کے پاس تو latest weapons ہوں، راکٹ بھی ان کے پاس ہو، کلاشنکوف بھی ان کے پاس ہو اور ایک اسمبلی کے ممبر یا عام شہری کے پاس نہ ہو۔ مجھے بتائیں کہ یورپ میں، امریکہ میں ہر آدمی کا right ہے کہ وہ بغیر کسی لائسنس کے اسلحہ لے سکتا ہے؟ یہ مسلمانوں کا مذہبی فریضہ ہے لہذا میں چاہوں گا کہ یہ اسمبلی اس میں قرارداد پاس کرے بلکہ یہ قانون بنائے کہ کسی کو لائسنس کی ضرورت نہیں اور یہ پنجاب حکومت کو اختیار ہے۔ ہاں تحقیق کریں لیکن ہر بندہ اسلحہ رکھے۔ اس سے مسلمانوں میں جذبہ حریت بھی پیدا ہو گا اور جیسے ہمیں نہتا ان لوگوں کے رحم و کرم پر ڈال دیا جاتا ہے جن کے پاس ہر قسم کا اسلحہ ہوتا ہے وہ بھی نہیں ہو گا لہذا میری گزارش ہے کہ ممنوعہ بور کا اسلحہ ملنا چاہئے اور جدید ترین اسلحہ رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور جو فرض کے راستے میں روڑے اٹکاتا ہے وہ مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میرے خیال میں کافی بات ہو گئی ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔ اب ہم Resolutions کی طرف چلتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک منٹ لوں گا۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے انہوں نے بڑی صحیح بات کہی ہے۔

جناب سپیکر: ہم نے بات سن لی ہے۔ پلیز! اب اس کو چھوڑ دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کا جو زمیندار پانچ لاکھ روپے بھی زرعی ٹیکس دے رہا ہے جب تک اس کے پاس NTN نمبر نہ ہو وہ تین لاکھ روپے کی مہران نہیں لے سکتا۔ یہ زمینداروں لوگوں کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ زمینداروں کو NTN سے exempt کیا جائے اور آپ کلب کی انکم پر کوئی رولنگ دیں یا کوئی قرارداد لائیں۔ یہ بڑی صحیح بات ہے کہ زمینداروں کو NTN نہیں لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد نہیں بلکہ قانون میں ترمیم کی ضرورت ہے۔

شیخ علاؤالدین: آپ نے ابھی تک فیصلہ نہیں کیا کہ کمیٹی کی میٹنگ کب ہو گی؟

معزز اراکین: کورے آسکتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: وہ بھی نہیں آسکتی۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ احسن خان صاحب کی تحریک استحقاق تھی اسے Monday تک کے لئے pending کرتے ہیں۔ سب کو pending کر دیں۔ میرے خیال میں آج کے دن تحاریک التوائے کار بھی رہنے دیں۔ قبل اس کے کہ تحاریک التوائے کار آئیں لاء منسٹر صاحب کی طرف سے قرارداد آئی ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق ہے۔

جناب سپیکر: اسے pending کر دیں۔ آج کے دن مناسب نہیں ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ مجھے بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر: چلیں۔ آپ کبھی کبھی بات کرتے ہیں لیکن سیٹ کا بھی خیال رکھیں کہ آپ کی کون سی سیٹ ہے؟

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! یہ مخدوموں کی سیٹ ہے۔

جناب سپیکر: وہ اور مخدوم ہیں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! اس پر بحث کرنی ہے یا اصل بات پر آؤں۔

جناب سپیکر: اگر آپ پچھلی سیٹ پر چلے جائیں تو کیا حرج ہے؟

مخدوم محمد ارتضیٰ: مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں پیچھے چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ادھر نزدیک ہی رہیں لیکن مخصوص سیٹ پر نہ جائیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میں ایک منٹ بات کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں کافی بات ہو گئی ہے اب اس کو چھوڑ دیا جائے تو بہتر ہے چونکہ اس پر کافی arguments ہو چکے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! یہ ایک important issue تھا اس پر چار ممبر بولے ہیں لہذا میں لاء منسٹر سے استدعا کروں گا کہ وہ بھی اس پر کوئی advice کریں۔

جناب سپیکر: ابھی اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہے۔جی، مخدوم صاحب! پلیز جلدی جلدی بات کریں۔

حکومت کی جانب سے پبلک ہیلتھ کی سکیموں کے فنڈز روکنے پر عوام کو پریشانی کا سامنا

مخدوم محمد ارتضیٰ: سائیں تاں جو حکم کھپے۔شکریہ۔ یہ گپ شپ کا سلسلہ چل ہی پڑا ہے تو میں ایک عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ 28 تاریخ کو prebudget پر بحث کے دوران گفتگو ہوتی رہی اس وقت آپ اور رانا صاحب جیسی دو عظیم ہستیاں ہاؤس میں موجود نہیں تھیں اور وزیر خزانہ بھی موجود نہیں تھے۔میں صرف ایک نکتہ کی طرف ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ recently ہم ممبران کی جتنی بھی پبلک ہیلتھ سے related schemes ہیں انہیں فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے یہ policy set کر کے block کر دیا گیا ہے۔ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی پالیسی ہے کہ ہم نے دیہی علاقوں میں کوئی سیوریج نہیں دینی۔ مجھے اس پالیسی کے پیچھے کوئی logic نظر نہیں آتی۔کیا دیہی علاقوں میں لوگ نہیں رہتے یا گندگی اور proper sanitation نہ ہونے سے بیماری نہیں پھیلتی؟ خصوصی طور پر آپ یہ دیکھیں کہ ہم نے چھ چھ مہینے پہلے یہ سکیمیں جمع کرائی ہیں ان کے ٹینڈرز اخباروں میں چھپ چکے ہیں ہم لوگوں کو ان کا بتا چکے ہیں لیکن اب اسے block کرنا ہم لوگوں کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے لہذا میں آپ سے استدعا کروں گا کہ kindly آپ ذرا ان کے ساتھ اس issue کو take up کر لیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کا شکار سارے کے سارے ہی ہیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو ابھی تجویز دی ہے یا میری غیر موجودگی میں دی ہے وہ ساری تجاویز noted ہیں اور میری wind up speech میں ان کا جواب دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: وہ ٹھیک ہے لیکن انہوں نے جو بات کی ہے کہ ہمارے فنڈز روک لئے گئے ہیں آپ اس بارے میں فرمائیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! فنڈز روکے نہیں گئے بلکہ ایک guideline دی گئی ہے کہ واٹر سپلائی کی سکیموں اور گلی نالی کی سکیموں میں substitution کے لئے کہا گیا ہے کہ واٹر سپلائی کی سکیم کی مد میں ہمارے پاس پیسا ہے اس سلسلے میں معزز ممبران سے کہا گیا ہے کہ وہاں پر خرچ کیا جائے لیکن اسے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ میں review کیا جا رہا ہے چونکہ تمام معزز ممبران کو یہ problem آ رہا ہے۔اسے مد نظر رکھتے ہوئے review کیا جا رہا ہے۔ہم مخدوم صاحب اور باقی معزز ممبران کو بھی بتا دیں گے کہ ہم اس کا کوئی alternate حل تلاش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ایم پی اے صاحبان کو اپنے اپنے حلقے سے پوری طرح واقفیت ہوتی ہے کہ کس چیز کی کس جگہ پر ضرورت ہے؟ آپ کو اسے اہمیت دینی چاہئے۔ آپ کی پالیسی کیا ہے یا مرضی کیا ہے وہ میں نہیں کہہ سکتا لیکن ذرا ان چیزوں کا خیال رکھیں۔جہاں سڑک کی ضرورت ہی نہیں آپ کہتے ہیں کہ یہاں سڑک ضرور بنانی چاہئے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ایڈمنسٹریٹرز بنانے دیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جناب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ویسے تو یہ گستاخی ہے چونکہ آپ بزنس شروع کرنے لگے ہیں۔اتنے سارے ساتھی بات کر چکے ہیں مجھے ہر ایک کی رائے کا احترام ہے کوئی اس سے اختلاف کرے لیکن میں اس میں تھوڑی سی اپنی رائے دینا چاہتا ہوں۔میری گزارش ہے

کہ This is high time for this کہ کل ایک آرڈیننس پاس ہوا ہے اور authority of government ایک نئی شکل دینے کے لئے ہے۔ساری دنیا میں گلی نالی سولنگ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا کام ہوتا ہے۔لہذا میری استدعا ہے کہ Legislators کو قانون سازی تک رکھا جائے اور ان کو اس عذاب سے نکال لیا جائے کہ وہ جا کر گلیاں ناپتے پھریں اور سولنگ لگاتے پھریں۔ان کے ہاتھ سے development لے لی جائے۔Legislators کا کوئی کام نہیں ہے کہ وہ گلیاں، سولنگ اور نالیاں بنائیں۔میں نے یہی گزارش کرنی تھی۔شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: Mr Manda! We are starting agenda. (قہقہے)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اپنی بات صرف ایک منٹ میں مکمل کر لوں گا۔میں قائد حزب اختلاف کو بہت مبارکباد دیتا ہوں کہ بالآخر ان کو چھ سال بعد یہ خیال آ گیا کہ ایم پی اے صاحبان کا کام legislation کرنا ہوتا ہے۔میں کہتا ہوں کہ ایم پی اے کا کام اس علاقے کی محرومیوں کو دور کرنا بھی ہوتا ہے۔میں اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتا ہوں کہ جو عوامی نمائندے ہوتے ہیں، قانون سازی کے ساتھ ساتھ علاقے کے جو منصوبہ جات اور مسائل ہوتے ہیں ان کی نشاندہی کرنا بھی ان کے فرائض میں شامل ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ درست ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وفاقی حکومت کی Water Treatment Plants کی identification کے حوالے سے ایک سکیم چل رہی تھی۔وہ ابھی تک شروع نہیں ہوئی، اگر کہیں شروع ہے تو ہمیں پتا نہیں ہے کہ وہ سکیم کدھر اور کہاں پر ہے، کون اس کو launch کر رہا ہے؟ اس بارے میں ایم پی اے صاحبان کی کوئی coordination ہے اور نہ ہی ہم سے کوئی نشاندہی لی جا رہی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔منڈا صاحب! بیٹھ کر بات کر رہے ہیں جبکہ ہاؤس میں بیٹھ کر بات کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شیر علی خان صاحب! منڈا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں، پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ انہیں پہلے اپنی بات مکمل کر لینے دیں۔ No point of order.

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): چلیں، میں اپنی بات چھوڑتا ہوں۔ آپ ایجنڈا شروع کر دیں۔ شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! منڈا صاحب شاید یہ کہہ رہے ہیں کہ نالی، گلی اور سولنگ بنانا ایم پی اے کا کام ہے۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہماری ذمہ داریاں کافی بڑی ہیں۔ میری سمجھ کے مطابق ہماری چار ذمہ داریاں ہیں۔ ہماری سب سے بڑی ذمہ داری یہاں پر آ کر قانون سازی کرنا ہے۔ ہماری دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ non-legislative business of the Assembly کے اندر participate کرنا ہوتا ہے۔ تیسری ذمہ داری یہ ہے کہ policy making پر یہاں پر debate کرنا ہوتی ہے۔ ہماری چوتھی ذمہ داری یہ ہے کہ گورنمنٹ کے جو کام ہو رہے ہیں ان کی oversight کرنا، یہ پارلیمنٹ oversight کا کام کرتی ہے۔ ہم نالی، گلی اور سولنگ بنانے کے اندر ہی پھنسے رہ جاتے ہیں۔ جب نالی سے باہر نکلیں گے تو کوئی بڑا کام کریں گے۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ قواعد کی معطلی کی ایک تحریک وزیر قانون، رانا ثناءاللہ صاحب پیش کریں گے۔ ہمارے اس ہاؤس کی اپوزیشن بھی اس میں شامل ہے۔ آج ہم جو قراردادہائے پاس کریں گے اس میں تمام سیاسی پارٹیاں شامل ہیں۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی تھوڑی سی ترتیب بدل لیں۔ ویسے تو یہ تینوں قراردادیں بہت اہم ہیں لیکن تقدس اور احترام کے پیش نظر میں یہ چاہوں گا کہ جو قرارداد چہلم امام حسینؓ کے بارے میں ہے اسے پہلے take up کر لیں اور اس کے بعد دوسری دونوں قراردادیں take up کر لی جائیں۔

جناب سپیکر: چلیں، شکریہ۔ انشاءاللہ اسی طرح کریں گے۔ رانا ثناءاللہ خان، وزیر قانون نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر

متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسین کے حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کرے۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت
قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نواسہ رسول ﷺ حضرت
امام حسین کے حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت
قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نواسہ رسول ﷺ حضرت
امام حسین کے حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

میرے خیال میں اس کے خلاف کسی نے کوئی بات کرنی ہے اور نہ ہی کوئی کر سکتا ہے تو یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت
قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نواسہ رسول ﷺ حضرت
امام حسین کے حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسین کو قربانی کی لازوال مثال قائم کرنے پر خراج عقیدت کا پیش کیا جانا

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسین کے چہلم کے موقع پر اسلام کے اس سب سے عظیم شہید کو بھرپور خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ یہ ایوان حضرت امام حسین کی شہادت سے ملنے والے پیغام حق و صداقت کو عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے لئے مشعل راہ تصور کرتا ہے۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ سامراجی قوتوں کے سامنے ڈٹ جانا، اصولوں پر سمجھوتا نہ کرنا اور قربانی کی لازوال مثال قائم کرنا حسینیت کا وہ خوبصورت درس ہے جو تا قیامت تمام مسلمانوں کے لئے ایک قابل تقلید راہ عمل کا سبب بنتا رہے گا۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسین کے چہلم کے موقع پر اسلام کے اس سب سے عظیم شہید کو بھرپور خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ یہ ایوان حضرت امام حسین کی شہادت سے ملنے والے پیغام حق و صداقت کو عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے لئے مشعل راہ تصور کرتا ہے۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ سامراجی قوتوں کے سامنے ڈٹ جانا، اصولوں پر سمجھوتا نہ کرنا اور قربانی کی لازوال مثال قائم کرنا حسینیت کا وہ خوبصورت درس ہے جو تا قیامت تمام مسلمانوں کے لئے ایک قابل تقلید راہ عمل کا سبب بنتا رہے گا۔"

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس قرار داد کی پہلی لائن میں جہاں پر حضرت امام حسین کا ذکر ہے وہاں پر ان کے خانوادہ کے دوسرے افراد جو کہ کربلا میں شہید ہوئے ان کا ذکر بھی کیا جائے۔چونکہ شہدائے کربلا کی تعداد زیادہ ہے اس لئے ان سب کو خراج تحسین پیش کیا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، جس طرح فاضل رکن کہہ رہے ہیں اس میں یہ الفاظ بھی شامل کر لیں۔اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی۔یہ قرارداد پیش کی گئی اوراب سوال یہ ہے کہ:

> "صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسین کے چہلم کے موقع پر اسلام کے اس سب سے عظیم شہید کو بھرپور خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔یہ ایوان حضرت امام حسین کی شہادت سے ملنے والے پیغام حق و صداقت کو عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے لئے مشعل راہ تصور کرتا ہے۔اس ایوان کی رائے ہے کہ سامراجی قوتوں کے سامنے ڈٹ جانا، اصولوں پر سمجھوتا نہ کرنا اور قربانی کی لازوال مثال قائم کرنا حسینیت کا وہ خوبصورت درس ہے جو تا قیامت تمام مسلمانوں کے لئے ایک قابل تقلید راہ عمل کا سبب بنتا رہے گا۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: ایک اور تحریک رانا ثناء اللہ کی طرف سے ہے میں نے پہلے جو بات کر دی ہے یہ تحریک گورنمنٹ، اپوزیشن اور دیگر تمام parties کی طرف سے ہوگی۔ رانا ثناء اللہ خان، وزیر قانون و پارلیمانی امور، راجہ ریاض احمد، سینئر وزیر، چودھری ظہیر الدین خان، قائد حزب اختلاف، جناب علی حیدر نور خان نیازی، ایم پی اے، ڈاکٹر اسما ممدوٹ، ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ بنت علی المعروف بی بی پاک دامن کے مزارِ اقدس کی بہتری کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

ڈاکٹر اسما ممدوٹ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ بنت علی المعروف بی بی پاک دامن کے مزارِ اقدس کی بہتری کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ بنت علی المعروف بی بی پاک دامن کے مزارِ اقدس کی بہتری کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ بنت علی المعروف بی بی پاک دامن کے مزارِ اقدس کی بہتری کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

لاہور میں حضرت بی بی پاک دامن کے مزار کی توسیع اور تزئین و آرائش کا مطالبہ

ڈاکٹر اسما ممدوٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کے اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی نواسی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ بنت علی المعروف بی بی پاک دامن جن کے حضور حضرت داتا گنج بخش، خواجہ معین الدین چشتی، جلال الدین اوچوی بخاری، شہباز قلندر اور دوسرے اولیاء کرام حاضری دیتے رہے ہیں، کے مزار کی حالت زار حکومت وقت کی فوری توجہ کی مستحق ہے۔

یہ ایوان سمجھتا ہے کہ جس طرح عالم اسلام میں شام، ایران، عراق میں مقام مقدسہ کی تزئین و آرائش اور توسیع کی جاتی ہے اور جس طرح ہمارے صوبہ پنجاب میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، حضرت بہاؤالدین ذکریا، بابا فرید گنج شکر کے مزار مقدسہ کی تعمیر و توسیع سارا سال جاری رہتی ہے، اسی طرح حضرت بی بی پاک دامن کا مزار مقدسہ بھی خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔

یہ ایوان حکومت سے نہ صرف تعمیر و توسیع کی سفارش کرتا ہے بلکہ اس امر کی بھی سفارش کرتا ہے کہ محکمہ مال کے ریکارڈ کے مطابق اس مزار مقدس کے لئے مختص 72 کنال رقبہ کو ناجائز قابضین سے واگزار کر کے میگا پراجیکٹ کے طور پر حضرت بی بی پاک دامن کے شایان شان نہ صرف مقبرہ تعمیر کیا جائے بلکہ اندرون ملک اور بیرون ملک سے آنے والے زائرین کی سہولت کے لئے باعزت سہولیات میسر کرے۔"

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! حضرت رقیہ حضرت علی کے بھائی کی بیٹی ہیں ان کی بیٹی محترمہ زینب ہیں اس کو درست کر لیا جائے، ہم اس قرارداد کے حق میں ہیں۔

ڈاکٹر اسما ممدوٹ: جناب سپیکر! حضرت رقیہ بنت علی، حضرت علی کی ہی بیٹی ہیں اور زوجہ حضرت مسلم بن عقیل ہیں، یہ اسلامی تاریخ کی تمام کتابوں سے ثابت ہے۔

سید ابرار حسین شاہ: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں تھوڑی سی عرض کرنا چاہوں گا کہ میری بہن ساجدہ میر نے اس کے متعلق کچھ فرمایا ہے۔ بڑی مشہور روایات ہیں اور زیادہ مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت رقیہ بنت علی جناب عباس کی سگی ہمشیرہ ہیں اور حضرت علی کی ہی بیٹی ہیں اور اِدھر ہی آ کر دفن ہیں۔ اس تحریک کے حوالے سے میں تھوڑی سی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے خود اس بات کا تجربہ ہوا ہے۔ مجھے بھی اکثر اوقات سلام کرنے کی غرض سے ادھر جانے کا موقع ملا ہے تو واقعی دربار کی جو حالت زار ہے اس طرف جناب کی اور حکومت وقت کی توجہ ہونا بہت ضروری ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بحیثیت مسلمان ہم سب کو اس چیز کا اجر بھی ملے گا۔ میں نے وہاں پر نوٹ کیا ہے کہ تمام مسلمان اور تقریباً ہر مکتبہ فکر کے لوگ وہاں عورتوں اور بچوں سمیت تشریف لاتے ہیں اور بلا امتیاز جاتے ہیں۔ اس قرارداد میں جہاں یہ point ہے کہ صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دوسرے مسلمان ممالک میں بھی اس بات کو مد نظر رکھا گیا ہے کہ دینی جگہیں یا اس طرح کے عبادت کے جو بھی points ہیں ان کی تعمیر و توسیع اور ان کی تزئین و آرائش کے لئے حکومت توجہ دیتی ہے تو میں اس میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ موجودہ حکومت اس طرف تھوڑی نہیں بلکہ بہت زیادہ توجہ فرمائے۔ میں نے وہاں ایک چیز نوٹ کی ہے کہ وہاں پر یہ پوزیشن ہے کہ احاطہ بالکل تنگ ہے، عورتوں بچوں اور مردوں میں کوئی تمیز نہیں ہے کہ عورتیں اور مرد علیحدہ علیحدہ بیٹھ سکیں اس طرح بڑی بے حرمتی ہوتی ہے لہذا وہاں جانے کے لئے راستے اور دربار کی تعمیر کے لئے خصوصی توجہ فرمائیں۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "صوبائی اسمبلی پنجاب کے اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی نواسی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ بنت علی المعروف بی بی پاک دامن جن کے حضور حضرت داتا گنج بخش، خواجہ معین الدین چشتی، جلال الدین اوچوی بخاری، شہباز قلندر اور دوسرے اولیاء کرام حاضری دیتے رہے ہیں، کے مزار کی حالت زار حکومت وقت کی فوری توجہ کی مستحق ہے۔

میرا خیال ہے اس کے لئے مستحق کا لفظ ٹھیک نہیں ہو گا اس کا لفظ تھوڑا change کرنا پڑے گا، اس کی جگہ متقاضی کا لفظ کر دیں۔

یہ ایوان سمجھتا ہے کہ جس طرح عالم اسلام میں شام، ایران، عراق میں مقام مقدسہ کی تزئین و آرائش اور توسیع کی جاتی ہے اور جس طرح ہمارے صوبہ پنجاب میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، حضرت بہاؤالدین ذکریا، بابا فرید گنج شکر کے مزار مقدسہ کی تعمیر و توسیع سارا سال جاری رہتی ہے، اسی طرح حضرت بی بی پاک دامن کا مزار مقدسہ بھی خصوصی توجہ کا متقاضی ہے۔

یہ ایوان حکومت سے نہ صرف تعمیر و توسیع کی سفارش کرتا ہے بلکہ اس امر کی بھی سفارش کرتا ہے کہ محکمہ مال کے ریکارڈ کے مطابق اس مزار مقدس کے لئے مختص 72 کنال رقبہ کو ناجائز قابضین سے واگزار کر کے میگا پراجیکٹ کے طور پر حضرت بی بی پاک دامن کے شایان شان نہ صرف مقبرہ تعمیر کیا جائے بلکہ اندرون ملک اور بیرون ملک سے آنے والے زائرین کی سہولت کے لئے باعزت سہولیات میسر کرے۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی ہے اس لئے سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کے اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی نواسی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ بنت علی المعروف بی بی پاک دامن جن کے حضور حضرت داتا گنج بخش، خواجہ معین الدین چشتی، جلال الدین اوچوی بخاری، شہباز قلندر اور دوسرے اولیاء کرام حاضری دیتے رہے ہیں، کے مزار کی حالت زار حکومت وقت کی فوری توجہ کی متقاضی ہے۔

یہ ایوان سمجھتا ہے کہ جس طرح عالم اسلام میں شام، ایران، عراق میں مقام مقدسہ کی تزئین و آرائش اور توسیع کی جاتی ہے اور جس طرح ہمارے صوبہ پنجاب میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، حضرت بہاؤالدین ذکریا، بابا فرید

گنج شکر کے مزار مقدسہ کی تعمیر و توسیع سارا سال جاری رہتی ہے، اسی طرح حضرت بی بی پاک دامن کا مزار مقدسہ بھی خصوصی توجہ کا متقاضی ہے۔

یہ ایوان حکومت سے نہ صرف تعمیر و توسیع کی سفارش کرتا ہے بلکہ اس امر کی بھی سفارش کرتا ہے کہ محکمہ مال کے ریکارڈ کے مطابق اس مزار مقدس کے لئے مختص 72 کنال رقبہ کو ناجائز قابضین سے واگزار کر کے میگا پراجیکٹ کے طور پر حضرت بی بی پاک دامن کے شایان شان نہ صرف مقبرہ تعمیر کیا جائے بلکہ اندرون ملک اور بیرون ملک سے آنے والے زائرین کی سہولت کے لئے باعزت سہولیات میسر کرے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، سید ناظم حسین شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میرے ذہن میں ایک نکتہ ہے کہ 72 کنال اراضی کا قبضہ لینا ہے تو میری یہ تجویز ہے کہ ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا دیں تاکہ وہ اس کے اوپر کام کرے اور رقبہ واگزار کرائے اور اس کو صرف قرارداد تک محدود نہ رکھیں، عملی مظاہرہ بھی کریں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں تائید کرتی ہوں کہ اس قرارداد کو اوقاف کی کمیٹی کو بھیجا جائے۔ یہ صرف قرارداد ہی نہ رہ جائے اور اس پر عمل بھی کیا جائے۔

جناب سپیکر: ہماری اوقاف کی کمیٹی موجود ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس معاملے کو اوقاف کی سٹینڈنگ کمیٹی میں thrash out کرنے کے لئے بھیج دیا جائے تاکہ اس پر positive کام بھی ہو سکے اور یہ خالی قرارداد نہ رہے۔

جناب سپیکر: ہماری یہ قرارداد رولز کے مطابق گورنمنٹ کو جائے گی۔ گورنمنٹ نے تین مہینے کے اندر اس کا جواب دینا ہے۔ اگر اس کا جواب خدانخواستہ منفی الفاظ میں ہوا تو ہم آپ کے notice میں

بھی لائیں گے اور جو ہماری اوقاف کی سٹینڈنگ کمیٹی ہے اس میں ہم اس کو پیش کریں گے اور جس طرح قرارداد پاس ہوئی ہے انشاءاللہ اس پر عملدرآمد بھی ہو گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ نے فرما دیا ہے کہ تین مہینے میں آپ رپورٹ لیں گے۔ ہمیں یہی چاہئے تھا۔ بہت شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بھی اس قرارداد کا محرک ہوں، مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کو یہ گوش گزار کرنا چاہ رہا تھا کہ اس قرارداد سے پہلے میں نے اپنے وزیر اوقاف سے کئی بار عرض کی کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں، وہاں تشریف لے جائیں۔ وہاں کئی چیزیں ایسی ہیں جو فوراً حل ہونے والی ہیں۔ وزیر صاحب نے دو تین دفعہ وقت بھی دیا لیکن شاید ان کی مصروفیت کی وجہ سے وہ تشریف نہ لے جا سکے۔ اس وقت وہاں پر مافیا کا قبضہ ہے، وہاں پر منشیات کا دھندہ چل رہا ہے، وہاں gambling ہو رہی ہے، وہاں پر دکانیں ہیں، وہاں دربار کے اندر ہی پولیس چوکی ہے جہاں پر ہر قسم کے ملزم اور مجرم کو وہ deal کرتے ہیں۔ میں خود تقریباً ہر ہفتے حاضری دینے جاتا ہوں اور کئی دفعہ ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ شراب کے نشے میں دھت لوگ اندر پھر رہے ہوتے ہیں اور اتنی بے ہودہ حرکتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ قرارداد تو ڈویلپمنٹ اور تعمیر و توسیع کے حوالے سے ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر وزیر صاحب وقت نکالیں اور خود جا کر وہاں visit کریں تو ان لوگوں کو تو روکا جا سکتا ہے کہ پولیس چوکی آپ کہیں باہر shift کریں۔ وہاں پر اس قسم کے لوگ زائرین کو تنگ کرتے ہیں، جواء کرواتے ہیں، ہر بُرا اور دو نمبر کام ہو رہا ہے۔ یہ ہمارے عقائد کا معاملہ ہے۔ آپ مہربانی فرمائیں اور انھیں کہیں کہ فی الفور اس مسئلے کو حل کریں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب نے جو بات کی ہے تو حاجی صاحب آپ کب visit کریں گے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! شاہ صاحب نے جس طرح فرمایا ہے۔ میں visit کے لئے تیار ہوں۔ اگر یہ آج ہی کہتے ہیں تو اجلاس کے فوراً بعد میں ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے قرارداد کے حق میں تو ووٹ دیا ہے، ہمیں پورا پورا اور بھرپور احترام ہے لیکن ایک تاریخی حوالے سے اپنی کم مائیگی کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں اپنی معلومات میں اضافہ چاہتا ہوں کہ بی بی پاک دامن کا مزار علامتی ہے یا اصلی ہے کیونکہ ان دنوں یہاں پر traveling کیسے ممکن تھی؟ میں اس کی وضاحت چاہوں گا۔ محکمہ اوقاف کے ذمہ یہ بات بھی لگائی جائے کہ اس تاریخی واقعہ کی جانچ پڑتال ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کتابوں میں پڑھ لیں۔ یہاں اس سوال کے جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب اور تمام حضرات کی طرف سے ایک اور قواعد کی معطلی کی تحریک آئی ہے۔ رانا ثناءاللہ خان وزیر قانون نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے یوم کشمیر کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے یوم کشمیر کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے یوم کشمیر کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے یوم کشمیر کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

کشمیری بھائیوں کی جدوجہد آزادی کی بھرپور حمایت اور ان سے سیاسی، اخلاقی اور سفارتی تعاون جاری رکھنے کا اعادہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان آج 5۔فروری کو یوم کشمیر کے حوالے سے مقبوضہ جموں و کشمیر میں جاری کشمیری بھائیوں کی جدوجہد آزادی کی بھرپور حمایت کا ایک بار پھر اعادہ کرتا ہے۔ یہ ایوان اقوام متحدہ کی 13۔اگست 1948 اور 5۔جنوری 1949 کی قراردادوں پر فی الفور عملدرآمد کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ ایوان یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ ان قراردادوں کی روشنی میں ریاست جموں و کشمیر میں فوری طور پر استصواب رائے کرایا جائے، پوری ریاست سے فوجوں کا انخلا کیا جائے اور کشمیری عوام پر جاری مظالم کو بند کیا جائے۔ یہ ایوان عالمی برادری سے اپیل کرتا ہے کہ کشمیریوں کی بھرپور سیاسی، اخلاقی اور سفارتی حمایت کرے۔ یہ ایوان اپنے کشمیری بھائیوں کو ایک بار پھر یقین دلاتا ہے کہ

پوری پاکستانی قوم حق خود ارادیت کے حصول تک ان کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔"

جناب سپیکر! میں اس مرحلے پر آپ سے یہ بھی request کروں گا کہ ایک اور قرارداد ڈاکٹر عافیہ صدیقی سے متعلق ہے تو ان قراردادوں کے پاس ہونے کے بعد اگر ہاؤس کی sense ہو تو آج کے business کی بجائے ان تینوں انتہائی اہمیت کے حامل معاملوں کے اوپر اگر اراکین اسمبلی اس پر اپنا اظہار خیال اور اپنے جذبات کا اظہار کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت مناسب عمل ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات بالکل درست ہے۔ میں تمام صاحبان کو ضرور ٹائم دوں گا جو اس پر بولنا چاہیں گے لیکن پہلے اس قرارداد کو منظور کروائیں پھر اُس کے بعد بات کریں گے۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان آج 5۔فروری کو یوم کشمیر کے حوالے سے مقبوضہ جموں و کشمیر میں جاری کشمیری بھائیوں کی جدوجہد آزادی کی بھرپور حمایت کا ایک بار پھر اعادہ کرتا ہے۔ یہ ایوان اقوام متحدہ کی 13۔اگست 1948 اور 5۔جنوری 1949 کی قراردادوں پر فی الفور عملدرآمد کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ ایوان یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ ان قراردادوں کی روشنی میں ریاست جموں و کشمیر میں فوری طور پر استصواب رائے کرایا جائے، پوری ریاست سے فوجوں کا انخلا کیا جائے اور کشمیری عوام پر جاری مظالم کو بند کیا جائے۔ یہ ایوان عالمی برادری سے اپیل کرتا ہے کہ کشمیریوں کی بھرپور سیاسی، اخلاقی اور سفارتی حمایت کرے۔ یہ ایوان اپنے کشمیری بھائیوں کو ایک بار پھر یقین دلاتا ہے کہ پوری پاکستانی قوم حق خود ارادیت کے حصول تک ان کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہ کی گئی ہے اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان آج 5۔فروری کو یوم کشمیر کے حوالے سے مقبوضہ جموں و کشمیر میں جاری کشمیری بھائیوں کی جدوجہد آزادی کی

بھرپور حمایت کا ایک بار پھر اعادہ کرتا ہے۔ یہ ایوان اقوام متحدہ کی 13۔ اگست 1948 اور 5۔ جنوری 1949 کی قراردادوں پر فی الفور عملدرآمد کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ ایوان یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ ان قراردادوں کی روشنی میں ریاست جموں وکشمیر میں فوری طور پر استصواب رائے کرایا جائے، پوری ریاست سے فوجوں کا انخلا کیا جائے اور کشمیری عوام پر جاری مظالم کو بند کیا جائے۔ یہ ایوان عالمی برادری سے اپیل کرتا ہے کہ کشمیریوں کی بھرپور سیاسی، اخلاقی اور سفارتی حمایت کرے۔ یہ ایوان اپنے کشمیری بھائیوں کو ایک بار پھر یقین دلاتا ہے کہ پوری پاکستانی قوم حق خود ارادیت کے حصول تک ان کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: یہ پیغام اُن تک جانا چاہئے جن کے لئے کشمیری آج تک قربانیاں دے رہے ہیں لہذا اُن تک آپ کا اور اس قوم کا یہ پیغام پہنچنا چاہئے۔ اب وزیر قانون و پارلیمانی امور، رانا ثناء اللہ خان، سینئر وزیر، راجہ ریاض احمد، قائد حزب اختلاف، چودھری ظہیر الدین خان، علی حیدر نور خان نیازی، ایم پی اے اور مخدوم سید احمد محمود، ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

بھئی! یہاں پر آپ نے صرف ڈاکٹر عافیہ صدیقی لکھ دیا ہے اسے ڈاکٹر عافیہ صدیقی صاحبہ لکھا جائے اور پڑھا بھی جائے۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

ڈاکٹر عافیہ صدیقی، ان کے خاندان سے اظہار یکجہتی اور ان سے قانونی و سفارتی سطح پر تعاون جاری رکھنے کا مطالبہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ڈاکٹر عافیہ صدیقی اور اُن کے خاندان کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کرتا ہے۔ یہ ایوان اس امید کا اظہار کرتا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے کیس میں انصاف کے تقاضوں کو بلا امتیاز اور بلا تفریق پورا کیا جائے گا۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ سفارتی سطح پر اس معاملے کو پاکستانی عوام کے جذبات اور احساسات کے مطابق حل کرنے کی کوشش کرے اور ڈاکٹر عافیہ صدیقی صاحبہ کو ہر ممکن قانونی اور سفارتی تعاون

فراہم کرے۔ یہ ایوان امید کرتا ہے کہ انسانی حقوق اور انصاف کے نام نہاد دعویدار ملک امریکہ میں اس کے دہشت گردی کے خلاف جنگ کے سب سے بڑے اتحادی ملک پاکستان کی بیٹی کے ساتھ بھی انصاف ہو گا۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ڈاکٹر عافیہ صدیقی اور اُن کے خاندان کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کرتا ہے۔ یہ ایوان اس امید کا اظہار کرتا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے کیس میں انصاف کے تقاضوں کو بلا امتیاز اور بلا تفریق پورا کیا جائے گا۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ سفارتی سطح پر اس معاملے کو پاکستانی عوام کے جذبات اور احساسات کے مطابق حل کرنے کی کوشش کرے اور ڈاکٹر عافیہ صدیقی صاحبہ کو ہر ممکن قانونی اور سفارتی تعاون فراہم کرے۔ یہ ایوان امید کرتا ہے کہ انسانی حقوق اور انصاف کے نام نہاد دعویدار ملک امریکہ میں اس کے دہشت گردی کے خلاف جنگ کے سب سے بڑے اتحادی ملک پاکستان کی بیٹی کے ساتھ بھی انصاف ہو گا۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہ کی گئی ہے اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ڈاکٹر عافیہ صدیقی اور اُن کے خاندان کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کرتا ہے۔ یہ ایوان اس امید کا اظہار کرتا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے کیس میں انصاف کے تقاضوں کو بلا امتیاز اور بلا تفریق پورا کیا جائے گا۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ سفارتی سطح پر اس معاملے کو پاکستانی عوام کے جذبات اور احساسات کے مطابق حل کرنے کی کوشش کرے اور ڈاکٹر عافیہ صدیقی صاحبہ کو ہر ممکن قانونی اور سفارتی تعاون فراہم کرے۔ یہ ایوان امید کرتا ہے کہ انسانی حقوق اور انصاف کے نام نہاد دعویدار ملک امریکہ میں اس کے دہشت گردی کے خلاف جنگ کے سب سے بڑے اتحادی ملک پاکستان کی بیٹی کے ساتھ بھی انصاف ہو گا۔" (انشاءاللہ)

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اس پر معزز اراکین اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس بارے میں آپ ہاؤس کی sense لے لیں۔ یہ تینوں معاملات حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ڈاکٹر عافیہ صدیقی اور کشمیر کے حوالے سے بھی اگر ہاؤس کی sense ہو تو اس پر آپ معزز اراکین کو یہ موقع دیں کہ وہ اس پر بات کر لیں۔

جناب سپیکر: جو تینوں باتیں ہوئی ہیں وہ آپ تمام نے سن لی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد رفیق جناب سپیکر! میں اپنے اظہار کو پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ پہلے قائد حزب اختلاف بول رہے ہیں۔ جی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ آج تحاریک پیش کی گئی ہیں ہمیں کل دو تحاریک serve ہوئی تھیں اور دو آج یہاں پر پیش ہوئی ہیں۔ ان ساری تحاریک کا تعلق قربانیوں، ایثار، فرائض اور ذمہ داریوں سے ہے۔ یہ ہمیں ان چیزوں کی یاد دلاتا ہے کہ ہمارے آباء، ہمارے اسلاف نے جو اصول چھوڑے اس پر کس حد تک ہم کاربند ہیں۔ اگر ہم نے ان سے صرف نظر کیا ہے تو کن مشکلات کا شکار ہیں۔ ساری چیزیں اس وقت یہاں بیٹھے ہوئے جب یہ تحاریک پیش کی گئیں تو میرے ذہن میں آ رہی تھیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانی جو ہے اس سے سر داد نداد دست در دست یزید حقا کہ بنائے لا الہ است حسین اسی چیز کی پیروی کرتے ہوئے جگہ جگہ پر جن اصولوں پر وہ کھڑے تھے کہ انہوں ان اصولوں پر compromise نہیں کیا۔ اپنے اپنے قبیلے کی، اپنے پیاروں کی قربانی دے دی اور اسی سنت کو نبھاتے ہوئے کشمیر کے اندر بھی یہی ہو رہا ہے کہ کشمیریوں نے اصولوں کے ساتھ compromise نہیں کیا ہے۔ اس کا عرصہ ہم ساٹھ سال کہتے ہیں لیکن یہ اس سے بھی بڑے لمبے عرصے پر محیط ہے۔ ڈوگرہ راج، گورے کا راج اور پھر ہندو راج، یہ سامراج اور رام راج جو ہیں ان میں مظالم بالکل ایک جیسے ہیں لیکن انہوں نے

سامراج کے اندر compromise کیا، ڈوگرہ راج کے اندر کیا اور نہ ہی وہ اس وقت رام راج میں compromise کر رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے جو قربانیاں کشمیریوں نے دی ہیں اس پر ہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنا stance تبدیل کرتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے اور ایک ایک چیز لکھی ہوئی ہے جو چیز آج سے تیس سال پہلے لکھی جاتی ہے یا ساٹھ سال بعد لکھی جاتی ہے تو اس کو زیر زبر کرنے سے، چھوٹی چھوٹی چیزوں کو تبدیل کرنے سے اس کی قربانیوں میں اور اس کے مطالبے میں فرق آ جاتا ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پچھلے بیس سالوں کے اندر 94 ہزار کشمیریوں نے جام شہادت نوش فرمایا اور ایک ماہ کے اندر 594 کشمیریوں کو شہید کیا گیا۔ یہ recorded ہے اور اس کو international agencies نے confirm کیا کہ شہید کئے گئے۔ یہ جو قربانیاں ہیں پچھلے دنوں یہاں کی ایک ذمہ دار شخصیت نے اسلام، آباد میں کہا ہے کہ کشمیر کا جھگڑا دراصل پانی کا جھگڑا ہے۔ میں اس سے بالکل اتفاق نہیں کرتا۔ یہ ان کی قربانیوں کے ساتھ زیادتی قرار دیتا ہوں کیونکہ یہ جھگڑا United Nations کے مان لینے کے بعد جو international forum ہے کہ ان کو حق خودارادیت دیا جائے گا اس کو نہ دیئے جانے کا ایک جھگڑا ہے۔ یہ پاکستان کی آج تک کی تمام حکومتوں اور تمام عالم اسلام کے diplomatic floor کا مسئلہ ہے میں اس کو کہوں گا کہ یہ عالم اسلام کا diplomatic floor ہے جو کشمیر کو آج تک حق خود ارادیت نہیں لے کر دے سکے۔(نعرہ ہائے تحسین)

پانی کا مسئلہ تو Indus Water Treaty کے تحت اس پر تو چیک کیا جا سکتا ہے لیکن اس پر تو نہیں کیا جا سکتا۔ اس کو جو غلط ملط کیا جا رہا ہے اس پر میں احتجاج کرتا ہوں۔ کشمیریوں کے ساتھ ہماری commitment ہے کہ وہ اپنا حق خودارادیت استعمال کریں گے اور شروع میں جو UNO میں کہا گیا کہ اس میں تینوں پارٹیاں ہوں گی اور رائے کشمیریوں کی ہو گی۔ وہ دونوں مملکتوں میں سے کسی ایک کے ساتھ جانا چاہتے ہیں یا وہ ایک مملکت کے طور پر independent رہنا چاہتے ہیں یہ ان کی صوابدید ہے۔ وہ صوابدیدی اختیار ان کو استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔ میں آج آپ کی صدارت میں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں اور ہم حکومت کو بھی یقین دلانا چاہتے ہیں اور اقوام

عالم کو اور ہندوستان کو بھی کہ ہم پوری طرح کشمیر کے ساتھ کھڑے ہیں اور اسی جذبے کے ساتھ کھڑے ہیں[**********] اسی جذبے کے ساتھ کھڑے ہیں جس جذبے کے ساتھ ہمارے ماں باپ قربان نواسہ رسول کے اوپر جنہوں نے اپنی جان قربان کی۔ اسی جذبے کے ساتھ آج بھی ہم کشمیریوں کے ساتھ اسی عہد کے ساتھ کھڑے ہیں جو قرار دادیں آج پیش کی گئی ہیں۔ آج واضح ہو جانا چاہئے۔۔۔

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

قائد حزب اختلاف (چوہدری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اگر میں کوئی غلط بات کر رہا ہوں تو آپ مجھے interrupt کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ کوئی interrupt نہیں کرے گا آپ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (چوہدری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آج واضح کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال): جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی[******] اس بات کی تصحیح ہونی چاہئے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میرے خیال میں بس الفاظ میں ایسا ہو گیا ہے۔ وہ ادھر نہیں گئی ہیں جو آپ کہہ رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ الفاظ ریکارڈ پر نہیں آنا چاہئیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! آپ ان الفاظ کو حذف کریں۔ یہ جوش خطابت میں پتا نہیں کیا کہہ گئے؟ چوہدری صاحب! وہ ایک معصوم لڑکی ہے۔ وہ قطعاً افغانستان میں لڑنے نہیں گئی تھی اور نہ اس کا لڑنے میں کوئی رول ہے۔

قائد حزب اختلاف (چوہدری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں اس کی تصحیح کرتا ہوں۔ میں اخباری رپورٹوں کے مطابق اور ان کا ساتھ دینے کے لئے کہہ رہا تھا کہ جو کچھ بھی ان پر ہوا اور جو بھی

کہا گیا اس کو زیادتی سمجھتے ہوئے یہاں سے لے کر امریکہ تک کا ان کے ساتھ ظلم اور زیادتی کا سفر اور اس حوالے سے قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے ان کے ساتھ اور ان کی قربانیوں کو سراہتے ہوئے میں نے گزارش کی ہے۔ میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان کے حوالے سے آج آپ کی صدارت میں یہ واضح کیا جانا چاہئے ہم نے ایٹمی ٹیکنالوجی کی جو صلاحیت حاصل کی ہے وہ ہم نے شب بارات یا شادیوں میں چلانے کے لئے حاصل نہیں کی۔ اگر موقع پڑا تو کشمیر کی آزادی اور کشمیریوں کو حق خود ارادیت دلانے کے لئے اٹیم بم سمیت کوئی بھی چیز استعمال کرنے سے نہیں چوکیں گے۔

میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ لگی لپٹی کوئی بھی ہو، کچھ لوگ چاہیں گے کہ شاید یہ بات نہ کہی جائے لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج کوئی بھی پریشر اور کوئی بھی آپس کا تضاد پاکستانیوں کو کشمیر کے معاملے میں confuse کر سکا اور نہ کر سکے گا۔ کشمیریوں کو حق خود ارادیت کے لئے مکمل طور پر اپنے پارٹی difference اور تمام چیزوں کو چھوڑ کر ہم ایک قوم کے طور پر متحد ہیں اور میں اس قرارداد کی اپنی پارٹی کی طرف سے حمایت کرتے ہوئے جناب سے انہی الفاظ پر اجازت چاہوں گا کہ اگر میں نے کوئی ایسی بات کہہ دی تو اس کے لئے آپ کو حق ہے کہ آپ اس کی تصحیح فرما دیں۔ میرا جذبہ اور میری باتیں ان تمام قراردادوں کے لئے نیک دلی کے ساتھ تھیں۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ رفعت ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آج حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہلم ہے۔ میں اس بارے میں کچھ بولنا چاہتی ہوں کہ یہ نبی کریم ﷺ کے نواسے تھے جنہوں نے اسلام کی راہ میں اپنی جان اور اپنے خاندان کو قربان کر دیا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کی شادی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی تو وہ ایک مالدار خاتون تھیں اور شادی کے بعد انہوں نے اپنی ساری دولت اسلام کے نام پر قربان کر دی۔ ان کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت کی خاتون اول نے اپنی اولاد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ اپنا سارا خاندان اسلام کی راہ پر قربان کر دیا۔ یہ شہیدوں کی شان ہے اور شہادت انہی سے شروع ہوئی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام اسلام کے مخالفین کے آگے ڈٹے رہے

اور انہوں نے یزیدیت کو جھٹلا دیا اور باطل کی بیعت نہیں کی کیونکہ "اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد" میں نبی کریم ﷺ کی عقیدت میں ایک شعر پڑھوں گی:

تیری نسل پاک سے ہے بچہ بچہ نور کا
تو عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اس کے بعد میں کشمیریوں کی طرف آتی ہوں کہ ان پر کیوں ظلم ڈھائے جاتے ہیں، انہیں حق خود ارادیت کیوں نہیں دیا جاتا؟ امریکہ خود کو انسانی حقوق کا علمبردار سمجھتا ہے اور نیٹو کا ساتھ دیتا ہے۔ یہ ثالثی کا کردار ادا کیوں نہیں کرتے اور کشمیریوں کا ساتھ کیوں نہیں دیتے؟ ہم پاکستانی پوری طرح سے کشمیریوں کے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر! ہماری پاکستانی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی برسوں سے امریکی قید میں ہے تو بتایا جائے کہ اس کا جرم کیا ہے؟ اسے اتنی بڑی جیل میں بچوں سمیت رکھا گیا ہے جو کہ آج اتنے بڑے بڑے ہو گئے ہیں۔ یہ ظلم کی داستان اب ختم ہونی چاہئے اور اقوام متحدہ کو اس پر نظر ثانی کرتے ہوئے اس بیٹی کو چھڑانا چاہئے اور پاکستانی قوم کی بیٹیوں کو زندہ باد کہنا چاہئے۔ پاکستان زندہ باد، حسینیت زندہ باد، یزیدیت مردہ آباد۔ شکریہ

جناب سپیکر: منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! آج نواسہ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہلم کے موقع پر پوری قوم ان کی اس قربانی کو خراج تحسین پیش کرتی ہے اور ہم اس موقع پر اعادہ کرتے ہیں کہ جس طرح حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باطل کے خلاف حق کا علم بلند کیا اور یزیدیت کے اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائی جس کی پیروی کرتے ہوئے آج بھی اس یزیدیت کے پیروکار میری مراد جنرل پرویز مشرف ہے اور اس کے وہ ساتھی جنہوں نے لال مسجد کے اندر ہماری ان معصوم بیٹیوں اور بیٹوں کا قتل عام کیا۔۔۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ راستہ نہ بھٹکیں بلکہ آج کے حوالے سے بات کریں اور سیاست میں نہ جائیں۔ میں قطعاً اس کی اجازت نہیں دوں گا۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آج بھی اسی حسینیت اور یزیدیت کی بات کر رہا تھا کہ آج بھی حسینیت کے پیروکار، یزیدیت کے پیروکاروں کے خلاف بر سر پیکار ہیں تو ہم اس موقع پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اعادہ اور ارادہ کرتے ہیں کہ یزیدیت کے خاتمے اور حسینیت کی سربلندی اور فتح تک ہماری جدوجہد اور جہاد انشاءاللہ تعالیٰ جاری و ساری رہے گا اور ہم حسینیت کے پیروکار اور عاشق رسول میری مراد قائد انقلاب، قائد اسلام میاں محمد نواز شریف اور ان کے ساتھی یزیدیت کے خلاف جنگ اور جدوجہد جاری رکھیں گے۔

جناب سپیکر! میں اس موقع پر کشمیری عوام کی جدوجہد کو بھی سلام پیش کرتا ہوں اور ان کے ساتھ پاکستان کی سولہ کروڑ عوام اور بالخصوص آج اس ایوان میں بیٹھے ہوئے 9 کروڑ عوام کے نمائندے کشمیری قوم کے ساتھ مکمل اظہار یکجہتی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا بھی نام لکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بھی نام پتا نہیں کہاں کہاں لکھا ہوا ہے کیونکہ میں اکیلا تو نہیں لکھ سکتا۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! چند دن پہلے اس معزز ایوان نے ایک قرارداد پاس کی تھی اور اس قرارداد میں ہم نے بھارت کو بڑے واضح الفاظ میں کچھ پیغام بھیجا تھا۔ میں سب سے پہلے اس ایوان کو سلام پیش کرتا ہوں، پھر میڈیا کو سلام پیش کرتا ہوں کہ جن لوگوں نے کچھ Indian journals دیکھے یا کچھ لوگ Indian news papers پڑھتے ہیں۔ الحمدللہ ہماری وہ قرارداد بڑی دور تک گئی اور مجھے کچھ زیادہ امید تو نہیں ہے لیکن اچانک ہندوستان مذاکرات پر آمادہ ہو گیا۔ اگر یہ 9 کروڑ عوام کا نمائندہ ایوان اپنی ذمہ داریاں پہچانتے ہوئے facts اور تھوڑی سی تاریخی background پر بات کرے تو آج انتہائی سنجیدہ بات چیت ہو رہی ہے جو پاکستان کے مستقبل کے ساتھ ساتھ ایک بہت عظیم قوم کشمیریوں کے مستقبل کا حصہ بھی ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک ایمان افروز قصے سے بات کا آغاز کروں گا کہ 1946 میں مولانا حسرت موہانی اور پیر علی محمد راشدی مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کے لئے ٹرین میں بمبئی جا رہے تھے۔ پیر علی محمد راشدی بھی بہت بڑی شخصیت ہیں اور مولانا حسرت موہانی تو ہم سب کے ideal ہیں تو پیر علی محمد راشدی نے مولانا سے اس واسطے یہ بات پوچھی کہ اس زمانے میں ایک عام سے آدمی نے 11 حج کئے اور ان کی آمدنی کوئی اتنی زیادہ نہیں تھی اور وہ زبردست قسم کی شخصیت کے مالک تھے، انہوں نے مولانا سے پوچھا کہ کیا پاکستان بن جائے گا؟

جناب سپیکر! میں سن رہا ہوں میرے کان آپ کی طرف ہیں، آنکھیں ادھر دیکھ رہی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب! دونوں چاہئیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: شیخ ایک آدھ پر راضی تو نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: جی، جی۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! مولانا حسرت موہانی سے پیر علی محمد راشدی صاحب نے پوچھا کہ کیا واقعی پاکستان بن جائے گا کیونکہ یہ اس وقت بھی چانس تھا۔ مولانا صاحب نے ایک زبردست ایمان افروز بات فرمائی، انہوں نے کہا کہ مجھے حضور نبی اکرم ﷺ کی بشارت ہوئی ہے پاکستان بن جائے گا۔ اس کے بعد اللہ پاک نے ہمیں پاکستان دے دیا۔ یہ تھی اس ملک کی background اور اب میں عوام کی طاقت کو مختصراً بتاتا ہوں۔ جب 1947 میں مہاراجہ ہری سنگھ نے کنسارا سنگھ کو گلگت بلتستان کا گورنر مقرر کیا اور اس وقت کشمیری اپنی آزادی کی جنگ خون سے لڑ رہے تھے۔ عوام نے کنسارا سنگھ کے خلاف جنگ کا آغاز کیا۔ یہ ریکارڈ پر موجود ہے کہ عوام نے ہری سنگھ کی forces، ڈوگرا forces کو شکست دی اور رئیس محمد خان نے گلگت بلتستان میں ایک آزاد اسلامی ریاست قائم کی۔ رئیس محمد خان وہ شخص تھا جس نے پاکستان سے الحاق کیا، آج ہم ان کو salute کرتے ہیں۔ انہوں نے نامساعد حالات میں اس وقت پاکستان کے ساتھ اتحاد کیا جب پاکستان کا کچھ پتا نہیں تھا کہ کیا ہونا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تھوڑا short کرلیں، مہربانی کریں کیونکہ جمعہ بھی ہے اور سب دوستوں نے بات کرنی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! چلیں، میں بہت short کر دیتا ہوں لیکن ایک چھوٹی سی بات میں اس معزز ایوان کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ ماؤنٹ بیٹن اس وقت شملہ میں تنجن کھا رہا تھا اور چھٹیاں منا رہا تھا۔ پنڈت نہرو اس کے پاس پہنچے اور کہا کہ ہمارے ہاتھ سے پورا کشمیر نکل جائے گا اگر آپ نے ان قبائلیوں کو بمباری سے نہ روکا۔ اس وقت جو Royal Air Force ہندوستان میں back up کی stage پر تھی جو Second World War میں واپس انگلینڈ جا رہی تھی۔ ماؤنٹ بیٹن نے تاریخی طور پر پاکستان کے ساتھ ظلم کیا اور royal air force کو کہا کہ تم قبائلیوں پر بمباری کرو جس کی وجہ سے کشمیر پر پاکستان کا پورا قبضہ نہیں ہوا اور نہ اسی وقت ہی قبضہ ہو جانا تھا۔ میں on the floor of the House یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امریکہ بھارت سے کبھی نہیں کہے گا کہ وہ کشمیر پر ہمارا حق تسلیم کرے۔ بھارت کے سابقہ چیف آف آرمی سٹاف نے ابھی چند مہینے پہلے یہ بات کہی ہے کہ پاکستان کو ہم پانی کی مار مار کر ختم کر دیں گے، خدانخواستہ۔ یہ بات ہمیں ذہن میں رکھنی چاہئے اور اس کو ہمیں کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ واقعی بھارت کشمیر کی جنگ کو پانی کی جنگ میں بدل رہا ہے۔ ہمیں وہ ایک طرف یہ کہتا ہے کہ گیس کے لئے آپ فلاں گارنٹی دیں، فلاں دیں جو کہ وہ نہیں لینا چاہتا کیونکہ اس میں پاکستان کا فائدہ ہے۔ دوسری طرف وہ ہم سے راہداری مانگتا ہے یہ اس کی اصل نیت ہے۔ جب جنرل مشرف نے امریکہ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا تو اس وقت انہوں نے کشمیر پر بات کی اور نہ قرضوں پر بات کی۔ آج حالات یہ ہیں کہ بھارت نے کشمیر میں اچانک پانچ ڈیم شروع کر دیئے ہیں۔ کشن گنگا ڈیم پر دوبارہ کام شروع کر دیا ہے اور روزانہ کشمیریوں کی ہلاکتیں ہو رہی ہیں۔ اس کے علاوہ جو دوسرے ڈیم ہیں میں یہ ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ ہمیں امریکہ کہتا ہے کہ آپ تھرمل پاور استعمال کریں تاکہ ہم کروڈ آئل اور ڈیزل کے محتاج رہیں اور بھارت کو 212۔ ارب ڈالر ان ڈیموں کے لئے دیا ہے۔ اس نے ناروے اور جرمنی کی کمپنیوں سے contract بھی لے کر دیا ہے۔ یہ سوچنے والی بات ہے۔

میں آخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں آپ نے مجھے کہا ہے کہ short کریں تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ ہمیں سب سے پہلے بھارتی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا چاہئے۔ اس وقت اربوں روپے کی بھارتی مصنوعات import ہو رہی ہیں directly اور indirectly۔ ہمارا باسمتی چاول انڈیا نے اپنے نام سے ایک patent register کروالیا ہے اس پر ہمیں غور کرنا چاہئے۔ ہمیں کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ پٹیل نے جناح کو کہا تھا کہ آپ حیدرآباد کو چھوڑ دو اور کشمیر ہمیں دے دو۔ جس پر لیاقت علی خان صاحب نے یہ کہا تھا جو میرے اور آپ کے بھی بڑے تھے۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ میں حیدرآباد کو کیسے چھوڑ دوں؟ آج ہمارے پاس حیدرآباد ہے، ہمارے پاس کشمیر ہے اور نہ جوناگڑھ ہے۔ قوم کو سب سے پہلے سادگی کی طرف جانا چاہئے اور انڈین آرٹیکل چاہے کسی بھی شکل میں ہو میں اس کا نام نہیں لے رہا ہوں میرے پاس ساری لسٹ ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہندوستانی تمام مصنوعات چاہے وہ کسی بھی شکل میں ہوں۔ چاہے وہ کھانے پینے کی شکل میں ہوں، چاہے وہ لگژری آئٹم کی شکل میں ہوں ہمیں فوری طور پر انہیں بند کرنا چاہئے۔ ہندوستان سے تب تک کوئی روابط نہ رکھے جائیں جب تک وہ ہم سے کشمیر پر بات نہیں کرتا اور ہمارا پانی پر حق نہیں مانتا۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ دریائے جہلم اور دریائے چناب میں اس وقت پانی بالکل ایک پتلی سی نالی کی طرح بہہ رہا ہے۔ یہ ہمارے لئے ایک المیہ ہے اور پتا نہیں کہ اس قوم کا کیا بننے والا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو اور ہمیں ہندوستان کا بھرپور جواب دینے کی طاقت دے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج چار قراردادوں میں جو بات ہو رہی ہے وہ جذبوں کی ہے۔ جب جذبے سچے ہوں اور انتہا سے آگے گزر جائیں تو اس وقت آنکھوں میں آنسو آتے ہیں۔

دعا یہ ہوتی ہے کہ آنسوؤں سے نظر دھندلی نہ ہو بلکہ آنسوؤں سے نظر دھل جائے اور بصارت صاف ہو جائے۔

جناب عالی! ان چاروں قراردادوں کی روشنی اور اس کے جذبوں میں، میں اپنی ایک نظم جو انگریزی میں لکھی ہے اس کو پیش کرنے کی اجازت چاہتی ہوں۔

A MAGIC TEAR DROP

When silence falls within my soul
I conjure up dreams again
Life forms?... No statues
Weird and haunting
Encroach my still domain
It is I……., mummified….!
Filled with cowardice
Afraid to start again
I burdened with life
Continuous strife
Am a thistle in the main
Parched of courage
My inward strength
Sapped of humanity
I cannot…will not…
Raise my voice
Against all treachery
I blind and deaf

To corrupt morrows
Stare silently to pain
My heart is still…..
Almost stand still
Trying in beat in vain
In desperation
And my life breath breathed
My soul reached out to God
My stony throat let out cry
Eiree….bleeding
Miserably weeping
A long drawn woe….!

YA ARHAMAR RAHEMEEN(یاارحم الرحمین)

Let your blessing flow…!
God heard
God blessed
He alone bestows
Lo and behold
The blessing of life
‘TWas but
A magic tear drop…..!

جناب سپیکر! جب آپ پتھر کے بن گئے ہوں، جب آپ کا حلق سوکھ گیا ہو، جب آپ ظلم کو دیکھ کر آواز نہ اٹھائیں، جب آپ کرب میں ایک بت بن جائیں، جب آپ ہر کرخت صبح کا مقابلہ نہ کر سکیں تو پھر صرف اور صرف جائے نماز پر بیٹھ کر دعا کر لیں تو ایک آنسو ہی آپ کے اس دل کو پگھلائے گا۔ آپ جب تک آواز نہ اٹھائیں گے، آپ جب تک بولیں گے نہیں، آپ جب تک ظلم کے

جذبوں کے خلاف روئیں گے نہیں کوئی مسئلہ حل نہیں ہونے والا۔ چاہے وہ امام حسین کا مسئلہ ہو، چاہے وہ کشمیر کا مسئلہ ہو یا آج ہماری بہن میری colleague ڈاکٹر عافیہ صدیقی کا مسئلہ ہو۔ میں نے آج صرف اپنے آنسو ہی ان ساری قرار دادوں کی نذر کرنے ہیں۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر سامیہ امجد اشکبار ہو گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محمد وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج کی یہ چاروں قرار دادیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین خواجہ محمد اسلام کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! میں دیکھ رہا ہوں کہ سب سے پہلے ہمارے پیارے نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہلم ہے۔ یہ عجیب امتزاج ہے کہ اسی کے ساتھ آج یہاں 5۔ فروری کے حوالے سے یوم کشمیر کی قرارداد بھی put کی گئی ہے ہم نے یکجہتی منانی ہے اور اس کے بعد انتہا دلسوز اور دلگیر وہ issue آج رکھا گیا ہے اور وہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کا ہے۔ اس کو کل ہی سزا ہوئی اور ایک غیر قانونی طریقہ سے قانون کی دھجیاں اڑائی گئیں۔ یہ آج عجیب امتزاج ہے کہ ایک طرف نواسہ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے 72 خاندان کے افراد کے ساتھ اتنی بڑی قربانی دی اور اس قربانی نے صرف ایک نکتہ ثابت کیا اور وہ نکتہ یہ تھا کہ حق اور سچ کی خاطر جان کیسے دی جاتی ہے اور کہیں منافقت اور مفاد پرستی کا انھوں نے شائبہ تک نہیں آنے دیا۔ انھوں نے یہ سبق دیا کہ باطل کے آگے سر نہیں جھکانا۔ یہ ہمارے لئے سبق تھا ورنہ کتنے لوگ تھے جو یہ کہتے تھے کہ وہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لیں اور اس کے بعد وہ جہاں مرضی چلے جائیں لیکن انھوں نے کہا کہ نہیں، میں نے اپنے نانا کے دین کے خلاف نہیں جانا، افسوس صد افسوس، مجھے انتہائی افسوس ہے کہ آج ہم نے اسی کے ساتھ، آج ہم نے وہ دو قرار دادیں رکھ لیں جو ہم اشک شوئی کر رہے ہیں اور یہ کئی سالوں سے روایتی قسم کی قرار دادیں ہم لاتے ہیں، ہم 5۔ فروری کو ہر دفعہ یوم یکجہتی کشمیر مناتے ہیں، ایک قرار داد آتی ہے اور وہ پتا نہیں کہاں چلی جاتی ہے؟ آج انڈیا نے جو کچھ ہمارے ساتھ کر لیا ہے، ہمارے پانی سارے چھین لئے ہیں، تین دریا ہم نے پہلے International Treaty میں دے دیئے تھے باقی ساروں پر انھوں نے ڈیم بنا لئے ہیں اور ہمیں بنجر کر دیا ہے۔ ہم آج تک اپنے ساتھ ایک دوسرے سے لڑائی لڑ

رہے ہیں۔دوسری طرف کشمیری بھائی اپنی جنگ نہیں لڑ رہے، آپ کو پتا ہو گا کہ وہ بے چارے جنگ تو پاکستان کی لڑ رہے ہیں اور آج 63 برس ہو گئے ہیں وہ یہ جنگ لڑ رہے ہیں لیکن ہم جو ہیں پہلے آگے چلتے ہیں پھر پیچھے ہٹ جاتے ہیں، دو قدم آگے چلتے ہیں، چار قدم پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ آج ہم نے دیکھنا ہے کہ اس میں کمی کس بات کی ہے؟ کمی ہے اس مصمم ارادے کی، کمی ہے ہمارے اندر اس حق و صداقت کی قوت کی، ہم مفاد پرستی کا شکار ہو گئے ہیں اور ہم باطل قوتوں کے سامنے ڈٹ جانا بھول گئے ہیں۔

اب میں عافیہ صدیقی کی طرف آتا ہوں۔ ظلم کی انتہا ہے کہ ایک ہماری بیٹی، میری بیٹی، کئی لوگوں کی بہن آج یہاں کراچی سے اٹھائی جاتی ہے، اس کے تین بچوں کو اٹھایا جاتا ہے تو آج ایک آنکھ بھی نم نہیں ہوتی اور ہم ادھر قرار دادیں پاس کرتے ہیں۔ اس ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے دو بچے، ایک بچہ جو آیا وہ اس حالت میں واپس کیا گیا کہ وہ اپنے آپ کو بھی نہیں پہچان سکتا اور دو بچوں کا آج پتا تک نہیں ہے کہ وہ بچے کہاں ہیں؟ کراچی سے یہ اٹھائی گئی، وہ کون سا قانون ہے جو یہ اجازت دیتا ہے کہ اس بدمعاش امریکہ کو کہ وہ یہاں سے ہماری بیٹی اٹھا کر لے جائے، اغواء کر کے لے جائے اور وہاں جا کر اپنی ایک تھرڈ کلاس کی جیوری بنا کر وہاں فیصلے سناتا پھرے؟ انٹرنیشنل کورٹ آف لاء ہے، انٹرنیشنل قوانین ہیں، ہر چیز کی اس نے دھجیاں اڑا دی ہیں اور آج ہم بڑے فخر کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ ہم فرنٹ لائن اتحادی ہیں۔ شرم آنی چاہئے، شرم آنی چاہئے پاکستان کے جتنے اکابرین ہیں کہ آج ہم فرنٹ لائن اتحادی بنے ہوئے ہیں، آج ڈرون حملے ہو رہے ہیں، ہماری بیٹی کو اغواء کر کے وہ اپنے پاس رکھے بیٹھے ہیں اور ہم میں یہ جرأت نہیں، ہم یہ قرار داد، یہ قرار داد، یہ قرار داد اڑا رہے ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر کی طرف سے قرار داد کو پھاڑ کر ہوا میں اڑا دیا گیا)

جناب چیئرمین: کلو صاحب! آپ اپنی بات کو wind up کریں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب چیئرمین! مجھے آج سن لیجئے۔ مجھے سن لیجئے۔ میں یہ سارا کچھ گراؤں گا جو روز ہم کرتے ہیں، کبھی اس اسمبلی میں ہوتا ہے، کبھی اس اسمبلی میں ہوتا ہے۔ میں آپ کے توسط سے عرض کروں گا کہ میں کچھ نہیں کر سکتا کیونکہ ایک نحیف آدمی ہوں لیکن میں اتنا ضرور کر سکتا ہوں کہ خدارا اس بدمعاش کے سامنے آ جائیں، آج اس کا ناطقہ بند کر دیں، نیٹو فورسز کی سپلائی بند کر دیں، انہیں کہیں کہ ہم سارے مریں گے، ایک عافیہ نہیں مرے گی، ہم سارے مریں گے، ایک ڈاکٹر عافیہ

نہیں مرے گی۔ اگر ڈاکٹر عافیہ اور اس کے بچے مریں گے تو ہم بھی مریں گے، یہ ہے اصل جذبہ لیکن ہم ان قراردادوں کے ذریعے یہ پیغام دے رہے ہیں کہ "ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات۔"شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ بات سیدھی سی ہے کہ آج جمعہ ہے اور ٹائم بھی short ہو رہا ہے تو میرے آنے والے جتنے بھی مقررین اراکین ہیں ان سے گزارش ہے کہ آپ تین سے چار منٹ کا ٹائم لیں تبھی سب کی باری آئے گی۔ اب میں اپنی بہن آمنہ الفت صاحبہ کو دعوت دیتا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! شکریہ

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

جناب چیئرمین! 72 لوگوں پر مبنی وہ قافلہ کربلا کے میدان میں، اصولوں کی خاطر، نظریات کی خاطر، حق اور سچ کی خاطر کفر کے بڑے قافلے کے سامنے سینہ سپر ہو گیا۔ وہ تو نہیں ڈرے، وہ تو نہیں جھکے، انھوں نے تو نہیں سوچا کہ اگر ہم نہیں رہیں گے تو ہمارا نام کیسے رہے گا؟ آج ہم اصولوں پر سودے بازی کرتے ہیں، آج ہم مصلحتوں کی خاطر، نظریات کو، اصولوں کو، حق وسچ کو قربان کرتے ہیں۔ نواسہ رسول ﷺ نے اپنی قربانی، اپنی جان کا نذرانہ دے کر مسلمانوں کے لئے جو راستہ متعین کیا تھا آج اس سے ہم ہٹ گئے ہیں۔

جناب چیئرمین! کشمیر میں آج ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔ ظلم رہے اور امن کی آشا بھی ہو، یہ ہم کیسے ممکن کریں گے؟ یہ ہم ممکن نہیں کر سکتے اور کب تک ہم دوسروں کی جنگ لڑیں گے۔ اپنے گھر کو تو ہم سدھار لیں۔ اپنا گھر تو ہم سدھار لیں، اپنا پانی تو پورا کر لیں۔ کشمیریوں کو حق خود ارادیت تو دلوا دیں، کشمیریوں کی عزت و حرمت بھارت کے حوالے کر کے ہم کیا کمال کر رہے ہیں، اپنے پیارے رو رہے ہیں تو کس طرح ہنس سکتے ہیں ہم؟ میں آج اس جگہ کھڑے ہو کر ان بھارتی واسیو کو مخاطب کرتے ہوئے کہتی ہوں کہ ایہہ بھارتی واسیو! دریا پر بند باندھ سکتے ہو تم، پانی روک سکتے ہو تم لیکن بہنے والا لہو

کیسے روکو گے تم؟ بھارتی واسیو! آخر کب تک ظلم کرو گے تم؟ ظلم سہیں گے ہم، لڑیں گے ہم، لڑیں گے ہم اور آخر کب تک روکو گے تم؟ ہم نہ تھکیں گے، ہم سہتے رہیں گے، ہم لڑیں گے، ہم لڑیں گے، کشمیر ہمارا ہے، ہمارا ہے، ہمارا ہے، کشمیر لے کر رہیں گے ہم۔

جناب چیئرمین! میں اپنی بات کو ایک منٹ میں ختم کرتے ہوئے کہتی ہوں کہ کتنی ڈاکٹر عافیہ تم مارو گے؟

ہزاروں مارو گے لاکھوں کھڑی کریں گے ہم
اس ظلم وستم کے آگے ڈٹے رہیں گے ہم

جناب چیئرمین! جو درس، جو lesson، جو سبق نواسہ رسول ﷺ نے اپنی جان کا نذرانہ دے کر ہمیں دیا ہے۔ اگر وہ اپنے نام کو زندہ رکھنے کے لئے اصولوں پر سودہ بازی کر لیتے تو پھر آج اسلام کا نام بھی زندہ نہ ہوتا۔

جناب چیئرمین: آج کے اجلاس کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: میں آخر میں صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ آج نواسہ رسول ﷺ کے نام لیوا کروڑوں میں، اربوں میں پہنچ چکے ہیں اور آج اگر کوئی خوفزدہ ہے تو اسلام کے نام لیواؤں سے خوفزدہ ہے۔ وہ شیطانی قوتیں خوفزدہ ہیں جو آج اپنے بڑے بڑے lesson دیتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ انٹرنیٹ پر جا کر دیکھیں وہ اپنی قوموں کو باقاعدہ خوفزدہ کر رہی ہیں۔ انہیں بتا رہی ہیں کہ یہ لمحہ فکریہ ہے اور وہ یہ کہہ رہی ہیں کہ نواسہ رسول ﷺ کے متوالوں کی تعداد 8.6 فیصد کے حساب سے بڑھتی جا رہی ہے اور ان کی تعداد 1.3 فیصد کے حساب سے decrease ہوتی چلی جا رہی ہے۔ وہ خوفزدہ ہیں کہ صرف 27 سال میں دنیا میں مسلمانوں کی اکثریت ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: بس ٹھیک ہے۔ جی، اعجاز احمد خان!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! آج یہ معزز ایوان مبارکباد کا مستحق ہے کہ چاروں قراردادیں اپنی نوعیت کی تاریخی قراردادیں ہیں جن کے ذریعے انہوں نے متحرک اور قومی issues پر بھرپور input دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ یہ معزز ایوان ہر اس issue پر concern رکھتا ہے جو قومی سطح کا بھی

ہو، جو بین الا قوامی سطح کا بھی ہو، جو ہمارے دینی اقدار سے بھی منسلک ہو۔ امام عالی مقام نے حق و باطل کے اس معرکے میں ایک ایسی تاریخ لکھی جو آج بھی ہمارے سر کو جھکنے نہیں دیتی، جو آج بھی ہر مسلمان کے لئے ایک عظیم ورثہ ہے۔ الحمد للہ ہمیں اپنے issues پر جو بھی ہمارے سامنے ہوں حل کرنے کے لئے اور اس پر فیصلے کرنے کے لئے ایک شمع کے طور پر ہمارے سامنے ہے۔ قراردادیں معزز ایوانوں میں پاس ہوتی رہیں گی اور ہوتی رہی ہیں لیکن اگر قراردادوں پر عملدرآمد کرنے کے لئے اداروں میں سکت موجود نہ ہو تو ایسی قراردادیں بے معنی ہوتی ہیں۔ قرارداد تو 1948,1949 میں UNO میں بھی پاس ہوئی تھی کہ کشمیریوں کو ان کا حق خودارادیت دیا جائے تو کیا UNO نے آج تک Security Council کے ذریعے سے ان قراردادوں پر عملدرآمد کروایا؟ جواب نفی میں ہے کیونکہ UNO اقوام عالم کے مفادات کا تحفظ کرنے میں ایک ادارے کے طور پر ناکام ہو چکا ہے اور بہت سارے موقعوں پر UNO نے ایک biased ادارے کے طور پر اپنے کردار کو آگے بڑھایا ہے۔ اسلامی ممالک کے خلاف وہ ادارہ فوج کشی تو کروا سکتا ہے لیکن اسلامی قوموں کے حقوق کے تحفظ کے لئے UNO سے اُمید کرنا بلاشُبہ ایک فضول خواہش ہے۔ ایسے حالات میں جب UNO کشمیریوں کے حقوق کا تحفظ نہیں کر سکا تو دیکھنا یہ ہے کہ کیا پاکستان نے۔۔۔

جناب چیئرمین: حضرت پلیز! اپنی speech wind up کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہیں close کر دوں؟

MR CHAIRMAN: Thank you

MR IJAZ AHMED KHAN: Thank you

جناب چیئرمین: جی، احسان الحق احسن نولاٹیا!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! ایک خاتون ہونے کے ناتے مجھے پہلے اجازت دے دی جائے۔

جناب چیئرمین: ان کے بعد آپ کی باری ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں دو باتیں کر کے اپنی بات کو ختم کروں گا۔ حضرت امام حسین عالی مقام کو ہم کیا خراج تحسین پیش کریں گے، تاریخ نے انہیں اتنا بڑا خراج تحسین پیش کیا ہے کہ واقعہ کربلا میں حضرت امام عالی مقام کے خاندان سے ایک فرد اور دشمن کا ایک لاکھ کا مجمع تھا جہاں یہ فیصلہ ہوا کہ ایک فرد بچ گیا اور دوسری طرف ایک لاکھ مجمع بچ گیا۔ آج پوری دنیا کے کونے کونے میں سادات بیٹھے ہوئے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم واقعہ کربلا میں سے بچنے والے اس فرد کی اولاد ہیں جبکہ ایک لاکھ فرد جو کہ اس وقت کے وقتی طور پر فاتح تھے کسی فرد نے آج تک یہ نہیں کہا کہ اس یزیدی لشکر کے کسی فرد کی اولاد میں سے ہم ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بات کے بعد ہماری طرف سے ان کو خراج تحسین پیش کرنا اس سے بڑا تاریخ میں اور کوئی خراج تحسین نہیں ہے کہ وقتی طور پر واقعہ کربلا کے جو فاتح تھے آج چودہ، پندرہ سو سال بعد تاریخ نے ان کو فاتح نہیں لکھا۔ اس طرح کے غاصبانہ سیاسی فیصلے کبھی بھی تاریخ کے اندر پذیرائی حاصل نہیں کرتے بلکہ یہ واقعات تاریخ کے اندر کوڑا کرکٹ سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ آج ہمارا ملک، ہماری قوم امت مسلمہ جن مسائل سے دوچار ہے اس کی بنیاد بھی یہی ہے کہ ہم نے اس جذبہ حسینی، اپنے مؤقف کی مضبوطی اور اپنے مؤقف کے لئے مر جانے کے جذبہ کو چھوڑا ہے جس کی وجہ سے آج ہم اس غارت گری کا شکار ہیں۔ حسینیت کی تعلیم، اس کو پڑھنے پڑھانے اور یہاں پر تقریریں کرنے کا جو بنیادی مقصد ہے وہ صرف یہ ہے کہ ہم اس درس کو سیکھیں، نئی آنے والی قوم کو سکھائیں اور اپنی زندگی میں اس کو حصہ بنائیں۔

ایک اور بات کر کے اجازت چاہوں گا۔ ہمارے سیاسی قائد شہید ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی کتاب 'Myth of Independence' میں لکھا ہے کہ ایک صحافی نے مجھ سے پوچھا کہ آپ فوج سے مذاکرات کیوں نہیں کرتے کہ وہ پاکستانی ہیں، کوئی انڈین تو نہیں ہیں۔ میرے قائد کا جواب یہ تھا کہ میں جارحیت جو کہ اندرونی ہے، اندرونی جارحیت کو قبول کر کے اپنی قوم کے اعصاب اتنے کمزور نہیں کرنا چاہتا کہ آنے والے وقتوں میں ہماری قوم بیرونی جارحیت کے سامنے surrender کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ بہت، بہت شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ جی، عارفہ خالد صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں آج کا دن رسول پاک ﷺ اور ان کے خاندان پر درود شریف بھیج کر شروع کرنا چاہتی ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللھم صل علی محمد
و علی ال محمد کما صلیت
علی ابراھیم و علی ال ابراھیم
انک حمید مجید
اللھم بارک علی محمد و علی
ال محمد کما بارکت علی
ابراھیم و علی ال ابراھیم
انک حمید مجید

مجھے زیادہ لمبی بات نہیں کرنی ہے۔ میں نے صرف یہ کہنا ہے کہ آج اس وقت جس جگہ مسلمان قوم کھڑی ہے ہم سارے مسلمان اگر اس وقت اکٹھے نہیں ہوں گے، میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ مسلمان اس وقت جہاں پر کھڑے ہیں یہ ٹائم آگیا ہے کہ ہم سب اکٹھے ہو کر اپنا تحفظ کریں۔ دنیا اس وقت negotiations کے دور سے گزر رہی ہے۔ ساری دنیا میں جو جنگیں ہیں وہ through peaceful negotiations حل کی جا رہی ہیں۔ جہاں پر nuclear powers کی تکلیف ہے وہاں پر ان کا کچھ فائدہ بھی ہے ۔ فائدہ یہ ہے کہ آپ کسی بھی ایٹم بم کو استعمال کرنے سے بہتر سمجھتے ہیں کہ آپ negotiations کریں۔ پاکستان اگر ایک nuclear country ہے تو یہ ہمارے لئے ایک بہت اچھی بات ہے کہ اس وقت ہمیں انڈیا نے بھی ایک دعوت دی ہے کہ ہم ان سے negotiations کریں اور بات چیت کریں، جس وقت بھی negotiations ہوں گی اس وقت naturally کشمیر کا ذکر ضرور آئے گا، چاہے وہ کرنا چاہیں یا نہ کرنا چاہیں کیونکہ جب تک متنازعہ بات کو clear نہیں کیا جاتا تو کبھی بھی آپ آگے نہیں بڑھ سکتے۔ مجھے افسوس ہے کہ انڈیا میں پچھلے دس سالوں میں 52 ڈیم بنائے گئے اور ان کے فیصلے دبئی میں ہوتے رہے اور ہماری حکومتیں اس پر خاموش رہیں۔ I think this is the time اور جب یہ Negotiations شروع ہو گی تو کچھ پانی کے مسئلے بھی حل ہوں گے اور کچھ انڈیا کی گیس پائپ لائن کے مسئلے حل ہوں گے۔ ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ ان کے مسائل حل نہ ہوں لیکن ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ ہمارے مسائل بڑھ جائیں۔ اس وجہ سے یہ جو negotiations ہوتی ہیں یہ کسی بھی قوم کے پڑھے لکھے ہونے کا ثبوت ہوتی ہیں۔ کسی سے ہاتھا پائی کرنا، جنگ وجدل کرنا اور گالی گلوچ

کرنا سب سے آسان حربہ ہے۔Negotiations کے لئے آپ کو اپنے دماغ استعمال کرنے پڑتے ہیں، اپنا ظرف دکھانا پڑتا ہے اور آج کی دنیا کا جو وقت آ گیا ہے وہ negotiations کا ٹائم ہے اور اس کو ہمیں strongly encourage کرنا چاہئے۔ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے معاملے میں بھی میں یہ کہوں گی کہ کوئی بھی قوم جب کہ اب ہم نیوکلیئر دور سے گزر رہے ہیں، کوئی بھی قوم یہ حیثیت نہیں رکھتی کہ وہ اس قسم کا ایک فیصلہ جس پر پوری دنیا کی نظریں ہوں وہ ذاتی طور پر کر سکے۔I think ہر ایک کو اس وقت religious جنگوں سے باہر نکل کر انسانیت کی بات کرنی چاہئے۔اگر آج ہم Christianity کو Judaism کو اور اسلام کو blame کرتے رہیں گے تو ہم ہزاروں سال پیچھے چلے جائیں گے۔This is to the time کہ آپ اپنے مذہب کی حفاظت اپنے اخلاق سے کریں، اپنے ظرف سے کریں، اپنی تمیز سے کریں اور انسانیت کی خاطر جو چیزیں ضروری ہیں ان کے اوپر بات چیت کریں کیونکہ یہ زمانہ بات چیت کا ہے۔بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر چیئرمین سید حسن مرتضیٰ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: آپ کے انصاف کو ہم بہت appreciate کرتے ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، کاشف صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب والا! خاتون ممبر صوبائی اسمبلی نے آپ کے انصاف کے بارے میں بات کی۔میں اس سلسلے میں آپ سے رولنگ لینا چاہتا ہوں کہ واقعی آپ کا انصاف اسی طرح ہے جس طرح معزز رکن نے فرمایا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب والا! ابھی جناب چیئرمین نے فرمایا تھا کہ دو آدمیوں کی باری آئی ہے اور اب دو خواتین کی باری ہو گی۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، اب وہ اپنی تقریر کر رہی ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے تو اپنے تمام ساتھیوں سے یہ request کروں گی کہ جمعہ کا دن ہے اور ہم خواتین نے گھروں میں ہی نماز پڑھنی ہوتی ہے۔ آپ لوگوں نے جمعہ مسجد میں پڑھنا ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ادھر ادھر کی باتوں کی بجائے اگر ہم چار منٹ میں اپنی بات کر کے اس کو wind up کریں۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ کے دو منٹ رہ گئے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب! ابھی میرا ٹائم تو شروع ہی نہیں ہوا۔ اب شروع ہو گا۔ سب سے پہلے میں اپنی بات یہاں سے شروع کروں گی کہ یہ جو قراردادیں پیش کی جاتی ہیں یقیناً ان پر ہم اپنا احتجاج تو ریکارڈ کروا لیتے ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ صرف قراردادیں پیش کرنے سے اتنے بڑے مسئلے ہیں جیسے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کا یا کشمیر کا مسئلہ یہ اس طرح سے حل نہیں ہو گا۔ جس طرح شہداء کربلا اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہمارے سامنے ہے کہ انہوں نے اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ آج کشمیر میں بھی وہی حالات ہیں اور مسلمان اسلام کی سربلندی کے لئے اور اپنی آزادی کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ میں یہاں پر آپ کی وساطت سے یہ بات کہوں گی کہ عالم اسلام کو متحد ہونا چاہئے اور ایک بات جو مسلمانوں کے خلاف باقاعدہ propaganda کیا جا رہا ہے، سوات میں اگر ایک لڑکی کو کوڑے مارنے کا منظر سامنے آ جاتا ہے تو پوری دنیا دہشت گردی کے نام پر چیخ اٹھتی ہے۔ اقوام متحدہ ڈاکٹر عافیہ کے مسئلے کو سامنے کیوں نہیں رکھتی، ڈاکٹر عافیہ کے لئے کیوں نہیں چیختی اس لئے کہ وہ ایک مسلمان کی بیٹی ہے اس لئے کہ اس کا تعلق ایک مسلمان ملک سے ہے۔ اگر وہ لوگ اتنا تضاد رکھتے ہیں تو مسلمان کیوں خاموش ہیں؟ کم از کم مسلمانوں کو تو متحد ہو کر آواز اٹھانی چاہئے اور اتنی پُرزور آواز ہونی چاہئے کہ ان لوگوں کو پتا چلے مسلمان بھی ہیں اور کم از کم پاکستانی ایک زندہ قوم ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم سب کو مل کر ایک ایسی قرارداد لانی چاہئے کہ ہم امریکہ کے نمبر ون اتحادی ہونے کے باوجود ہم اپنی ایک بیٹی، ایک بہن کو آزادی نہیں دلوا سکے۔ ہمیں یقیناً امریکہ اور انڈیا کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا چاہئے، کشمیر کے مسئلے پر انڈیا کو ہمیں باقاعدہ طور پر ایک سخت مؤقف اپنانا چاہئے۔ جس طرح یہاں پہلے ایک قرارداد پیش ہوئی اور اس کا کچھ رزلٹ یہ سامنے آیا کہ انڈیا مذاکرات پر آ گیا۔ میں یہ کہوں گی کہ ہم سب کو مل کر

ایک پرزور احتجاج کرنا چاہئے اس میں عوام کی شمولیت بھی ہونی چاہئے اور میڈیا نے جو role اب تک ادا کیا ہے وہ بہت اچھا ہے۔ میڈیا کو عوام میں بھی یہ role play کرنا چاہئے اور عوام میں بھی یہ awareness پیدا کرنی چاہئے صرف قراردادیں پیش کرنے سے یا تقریریں کرنے سے کشمیر آزاد نہیں ہوگا یا ڈاکٹر عافیہ آزاد نہیں ہوگی، ہمیں عملی طور پر بھی کچھ کرنا ہوگا اور تب ہی یہ مسئلے حل ہوں گے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ ملک عامر ڈوگر صاحب!

ملک محمد عامر ڈوگر: شکریہ۔ جناب سپیکر!

شاہ است حسین
پادشاہ است حسین
سر داد نداد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

جناب والا! آج کا دن بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ آج جہاں ہم نواسہ رسول کا چہلم منا رہے ہیں وہیں آج 5۔ فروری کو یوم کشمیر بھی ہے اور ہم کشمیریوں کے ساتھ ہمیشہ کی طرح آج یوم یکجہتی منا رہے ہیں۔ آج کے دن کے حوالے سے شہدائے کربلا نے اور حضرت امام حسین نے جو ہمیں درس دیا کہ سامراجی قوتوں کے سامنے ڈٹ جانا اور اصولوں پر سمجھوتا نہ کرنا۔ آج اسی راستے پر اسی حسینیت کے پیروکار کشمیری بھائی اپنی حق خود ارادیت کے لئے ایک عرصہ دراز سے جنگ لڑ رہے ہیں اور آج کے دن کے حوالے سے ہی ہماری بیٹی ڈاکٹر عافیہ کو تنگ نظر اور متعصب ججوں نے تنگ نظری سے جو سزا سنائی ہے ہم اس کی پُرزور مذمت کرتے ہیں۔

زندگی جبر مسلسل کی طرح کاٹی ہے
کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں

ہم مطالبہ کرتے ہیں اس ایوان کی وساطت سے کہ حکومت پاکستان International Court of Justice میں ڈاکٹر عافیہ صدیقی کا مسئلہ اٹھائے اور ان کی جلد رہائی عمل میں لائی جائے۔

وہ عالم اسلام کی بیٹی ہیں حق اور اصولوں کی خاطر ان کو victimize کیا جارہا ہے جس کی ہم پُرزور مذمت کرتے ہیں۔ اسی طرح آج کے دن کے حوالے سے جو قرار دادیں اقوام متحدہ میں 1948 میں اور 5۔ جنوری 1949 میں پیش ہوئیں، ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ان قرار دادوں پر فوراً عمل کیا جائے اور کشمیریوں کو ان کا حق خود ارادیت دیا جائے۔ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اور ہم کشمیری بھائیوں کو ہمیشہ کی طرح آج کے دن کے حوالے سے یہ یقین دلاتے ہیں کہ پوری پاکستانی قوم ان کی اس حق خود ارادیت کے لئے ان کے ساتھ شانہ بشانہ چلے گی۔ کشمیری بھائی بھی آج اسی راستے پر چل رہے ہیں جو راستہ چودہ سو سال پہلے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شروع کیا وہ حق کا راستہ تھا اور باطل کے سامنے ڈٹنے کا راستہ تھا۔ آج ہمیں بھی وقت کے یزید امریکہ اور تمام سامراجی قوتوں کے سامنے ڈٹ جانے کا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک درس ہے، ہم کشمیری بھائیوں کو بھی سلام پیش کرتے ہیں کہ 90 ہزار سے زیادہ کشمیری شہید ہوئے لیکن ان کا خون ہمیں امید ہے کہ رنگ لائے گا اور انشاء اللہ ایک دن کشمیر ضرور آزاد ہو گا اور کشمیر پاکستان کا حصہ بنے گا۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جناب زعیم حسین قادری!

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے دو منٹ عطا فرمائے میرے لئے یہ بہت بڑے اعزاز کی بات ہے کہ آج ایک بہت پرانا کہنہ مشق سیاسی کارکن چیئرمین کی حیثیت سے میرے سامنے ہے اور میں فخر محسوس کرتا ہوں کہ ایک سیاسی کارکن کے آگے کھڑے ہو کر بات کرنے کا اپنا ہی مزہ ہوا کرتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں ایک بار پھر اس ایوان کو سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے آج کشمیر ڈے پر ایک قرار داد منظور کر کے یہ ثابت کیا کہ پاکستانی قوم آج بھی قائد کے اس فرمان کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ یہ بات قائد محترم قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ایسے نہیں کہہ دی تھی، اس بات کے پیچھے بہت سے عوامل پنہاں تھے۔ آج ہندوستان نے دریاؤں کا پانی بند کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ واقعی کشمیر پاکستان کی شہہ رگ ہے اور پانی کی بندش کے بعد جو معاملات پنجاب اور بالخصوص پاکستان میں ہونے جارہے ہیں ان کا compound affect اگلے پانچ سے دس برس میں ہمیں محسوس ہو گا۔ اگر پچھلے دس برس میں اس آمریت کے دور میں ظالم قوتوں کے کہنے پر جدوجہد ختم نہ کر دی جاتی اور ایک باڑ لگوا کر indigenous

political movement جو خطے میں رہنے والے پاکستانیت کی سوچ سے سرشار لوگوں کے دلوں میں دھڑکتی تھی بند نہ کر دی جاتی تو آج ہمیں اپنے ایک ہمسایہ ملک سے پندرہ قونصل خانوں کے زمرے میں اربوں روپے کی investment کے ذریعے کی جانے والی دہشت گردی کو روکنے میں بہت آسانی پیش آتی- ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ لوگ، وہ شہداء جو اپنی قوم اور اپنے ملک کے لئے جانیں قربان کرتے ہیں یقیناً ہر شخص تحریکوں کا سرخیل نہیں ہوا کرتا- جب عزت کے مینار بنائے جاتے ہیں تو اس پر کسی ایک شخص کا نام درج نہیں ہوتا- یہی حال اس ملک میں پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ان کارکنوں کے لئے اعزاز ہے جن کے نام ہمارے سوا بہت سے لوگ نہیں جانتے لیکن جب وہ مینار کھڑے کئے جاتے ہیں جن پر لکھا جاتا ہے کہ یہ غائبانہ شہداء کے نام ہیں میرے اور آپ جیسے لوگوں کے لئے یہ بہت بڑے اعزاز کی بات ہوتی ہے کہ ہم ان گمنام شہیدوں میں، ان گمنام غازیوں میں اپنے نام تلاش کرتے ہیں- آج کشمیر میں جس طرح ہندو فسطائیت نے پوری کشمیری قوم کو یرغمال بنا رکھا ہے پچھلے دس برس میں پاکستانی قوم نے جس طرح ان کی مدد، میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی فوجی کمک یا financial aid ہی ضروری ہوتی ہے جس طرح پچھلے دس برس میں ان کی دل سے بات کرنے سے نظریں چرائی گئیں میں اس پر شرمندہ ہوں-

جناب چیئرمین! آپ دیکھیں کہ وہ indigenous movement جو اتنی تقویت پکڑ چکی تھی کہ ہندوستان کو پانچ ڈویژن فوج وہاں لگانی پڑی آج وہ movement پھر ٹیئر گیس، غلیل اور پتھروں پر آ گئی ہے یہ بہت بڑا المیہ ہے- ہم نے آمریت کے پچھلے دس برس میں اس movement کو تیس سال پیچھے دھکیل دیا ہے اور آج اس کا تدارک کوئی آسان بات نہیں- میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی قرارداد یقیناً ان جانثاروں اور شہداء کے لئے ایک حوصلہ افزا بات ہو گی جو کشمیر میں اپنی cause کے لئے جانیں قربان کر رہے ہیں- میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ ہمیں اور بھی بہت کچھ کرنا ہے- میں اپنی بات ختم کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ عالم اسلام کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی پر آج ظلم و جبر کی وہ تاریخ دہرائی جا رہی ہے جو ہمیشہ امریکہ پاکستان سے لے جائے گئے مظلوموں کے ساتھ روا رکھتا ہے- میں اس کی شدید مذمت کرتا ہوں اور یہ امید رکھتا ہوں کہ پاکستانی حکومت اپنے تمام تر وسائل بروئے کار لا کر اس بیٹی کو، اس مظلوم کو پاکستان واپس لانے کی پوری کوشش کرے گی- بہت مہربانی، بہت شکریہ میں صرف

اس لئے آیا کہ آپ Chair پر تشریف فرما تھے اور میرا دل تھا کہ میں آپ کے سامنے بات کر کے اپنا قد بڑا کروں۔مہربانی شکریہ

جناب چیئرمین: قادری صاحب! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ایک کہنہ مشق ورکر کی حیثیت سے جانا اور یہ آپ کی محبت ہے، میں آپ کا بے حد مشکور ہوں اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں سیاسی ورکر ہوں۔ اب میں میاں محمد رفیق صاحب کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔چونکہ نماز کا ٹائم ہونے والا ہے لہذا میں دوسرے بھائیوں سے معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ اگر سارے مہربانی فرمائیں تو چودھری صاحب کی بات کے بعد اجلاس ختم کر دیا جائے۔

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں کچھ وکھری گل کرناں چاہنا۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

جناب چیئرمین! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نواسہ رسول کریم ﷺ پیغام حق و صداقت، اصولوں، قربانی یا خراج عقیدت سے مشروط نہیں ہیں، اس کے پیچھے ایک تاریخ ہے۔اسلام میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے اندر، نبی پاک ﷺ نے سیاسی نظام اور نہ ہی معاشی نظام کی نشاندہی کی۔Fundamentals دیئے، قرآن پاک میں صرف ایک آیت ہے کہ اپنے معاملات مشاورت سے طے کرو، حل کرو۔ یہ جو جمہوریت کی ماں ہے۔میں آپ کے توسط سے ایوان میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ نبی پاک ﷺ کی رحلت کے بعد انھوں نے کسی کو نامزد نہیں کیا بلکہ اتفاق رائے سے چناؤ شروع ہوا، یہاں سے جمہوریت جنم لے رہی ہے۔پہلے خلیفہ کا انتخاب پھر دوسرے خلیفہ کا اس سے بہتر انتخاب پھر تیسرے خلیفہ کا اس سے اور بہتر انتخاب، کمیٹیاں بنتی چلی گئیں، چوتھے خلیفہ کا انتخاب اور بڑی کمیٹی بن گئی۔ جس جمہوریت کو مولوی طعنہ دیتا ہے۔یونان میں بھی اسی طرح جموریت پیدا ہوئی تھی جسے آج مولوی مغربی جمہوریت کا طعنہ دیتا ہے۔ اگر چوتھے خلیفہ کے بعد ارتقاء اور اجتہاد جاری رہتا تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پیش آتی اور نہ ہی انہیں قربانی دینا

پڑتی بلکہ آج عین اسلامی جمہوریت رائج ہوتی-جب یہ تسلسل توڑا گیا، ارتقاء اور اجتہاد کا راستہ چھوڑا گیا اور میری نظر میں جس کسی گروہ نے، جس کسی قوم نے ارتقاء اور اجتہاد کا راستہ چھوڑا وہی اس ملک اور قوم کے دشمن ہیں اور یہیں سے اسلامی جمہوریت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا- حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو قربانی دی ہے وہ سسٹم کے لئے، نظام کے ارتقاء کے لئے، اسلامی جمہوریت کے ارتقاء کے لئے انہوں نے ایک یزید کے سامنے، ایک ڈکٹیٹر کے سامنے، اس نے وقت کے ڈکٹیٹر کے سامنے اس وقت کے ضیاء الحق کے سامنے، اس نے اس وقت کے پرویز مشرف کے سامنے، اس نے اس وقت کے ایوب خان کے سامنے سر کو بلند رکھا اور اپنا سر کٹا کر اسلامی جمہوریت کی سربلندی کو قائم رکھا اس لئے میں انہیں صرف نواسہ رسول ﷺ کی حیثیت سے نہیں بلکہ انہوں نے جو اسلامی جمہوریت قائم رکھنے کے لئے، ایک نظام کے لئے قربانی دی اس پر میں ان کو سلام پیش کرتا ہوں- اگر اجازت دیں تو کچھ بات کشمیر پر بھی ہو جائے-

جناب چیئرمین: میاں صاحب! اگر آپ اجازت دیں تو جمعہ کا ٹائم ہو رہا ہے-

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! اس طرح تو بہت ساری باتیں تشنہ رہ جائیں گی-

جناب چیئرمین: میاں صاحب! آپ ایک منٹ میں wind up کر لیں-

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! کشمیر کا issue بھی بہت اہم ہے- ہماری خواہش ہے کہ کشمیر بنے گا پاکستان- ہم نے تو کشمیر اس دن کھو دیا تھا جس دن ریڈ کلف کو boundary line کی تقسیم کے لئے کمیشن مقرر کیا تھا- اس کی بددیانتی سے یہ سب کچھ ہوا ہے- اگر وہ بددیانتی نہ کرتا، demarcation میں بددیانتی نہ کرتا تو کشمیر جاتا اور نہ ہی لاکھوں بیٹیوں، بہنوں اور انسانوں کو قربانیاں دینی پڑتیں-

جناب چیئرمین! پہلے جنرل ایوب خان نے تین دریا بیچ دیئے- جب کشمیر کا مسئلہ حل ہونے والا تھا تو دوسرے جرنیل نے ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی پر چڑھا دیا- جب میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم تھے تو اس وقت واجپائی لاہور آیا اور مینار پاکستان گیا اس وقت بھی کشمیر کا مسئلہ طے ہونے والا تھا لیکن پرویز مشرف آ گیا اور اس نے آ کر اقتدار پر قبضہ کر لیا-

جناب چیئر مین! اب میں ایک ڈرامائی بات عرض کرنے لگا ہوں۔ حبیب الرحمٰن ایک بہت سینئر صحافی اور کالم نگار ہے بہت سال پہلے اس نے ایک رپورٹ شائع کی تھی۔ بہت سارے دوستوں نے یہ رپورٹ پڑھی ہو گی۔ اس نے یہ کہا تھا کہ ہندوستان کا ایک وزیر اعظم، ڈیسائی جب اپنے وزرائے اعلیٰ کو لے کر کشمیر کے ایک دہانہ ہندوستان سے نکلا تو گنگا اور جمنا کے پانی کے کین بھر کر وہ وہاں پر اپنے ساتھ لے گیا اور اس نے دریائے سندھ کے اس دہانے میں انڈیل دیئے جہاں سے یہ دریا ہندوستان سے نکلتا ہے۔ اس نے وہ پانی دریائے سندھ میں انڈیلا اور یہ اعلان کیا، یہ statement جاری کی کہ یہ سندھو پانی پاکستان کے ساتھ ہماری صلح کروائے گا۔ جب پرویز مشرف آیا اسی وقت ہندوستان نے بگلہار ڈیم اور دوسرے تین دریاؤں پر بھی اپنے dams بنا کر ہمارا پانی روک لیا۔ کشمیر ہماری شہ رگ ہے کیونکہ اگر کشمیر نہیں ملتا تو ہم لوگ اس دریائی پانی سے محروم ہو جائیں گے جس پر ہندوستان نے قبضہ کرر کھا ہے اور جس کی وجہ سے پاکستان صحرا میں تبدیل ہو رہا ہے۔

جناب چیئر مین: میاں صاحب! بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب چیئر مین! ایک آخری بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یہ تاریخی ریکارڈ کی بات ہے۔ ہم بی بی پاک دامن کے مزار کے حوالے سے عقیدت رکھتے ہیں اور سلام پیش کرتے ہیں۔ یہاں بی بی پاک دامن کے مزار کے حوالے سے ایک قرارداد آئی ہے۔

جناب چیئر مین: آپ ہمارے ساتھ چلیں کیونکہ میں بھی وہیں جا رہا ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئر مین! میں اس کو محل نظر سمجھتا ہوں۔ اس پر تحقیق ہونی چاہئے کیونکہ اس وقت traveling ممکن ہی نہ تھی، کیا یہ علامتی دربار ہے یا اصل ہے؟

جناب چیئر مین: یہ عقائد کے مسائل ہیں، آپ مہربانی کر کے ان کو رہنے دیں۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اجلاس بروز سوموار مورخہ 8۔فروری 2010 سہ پہر 3-00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔